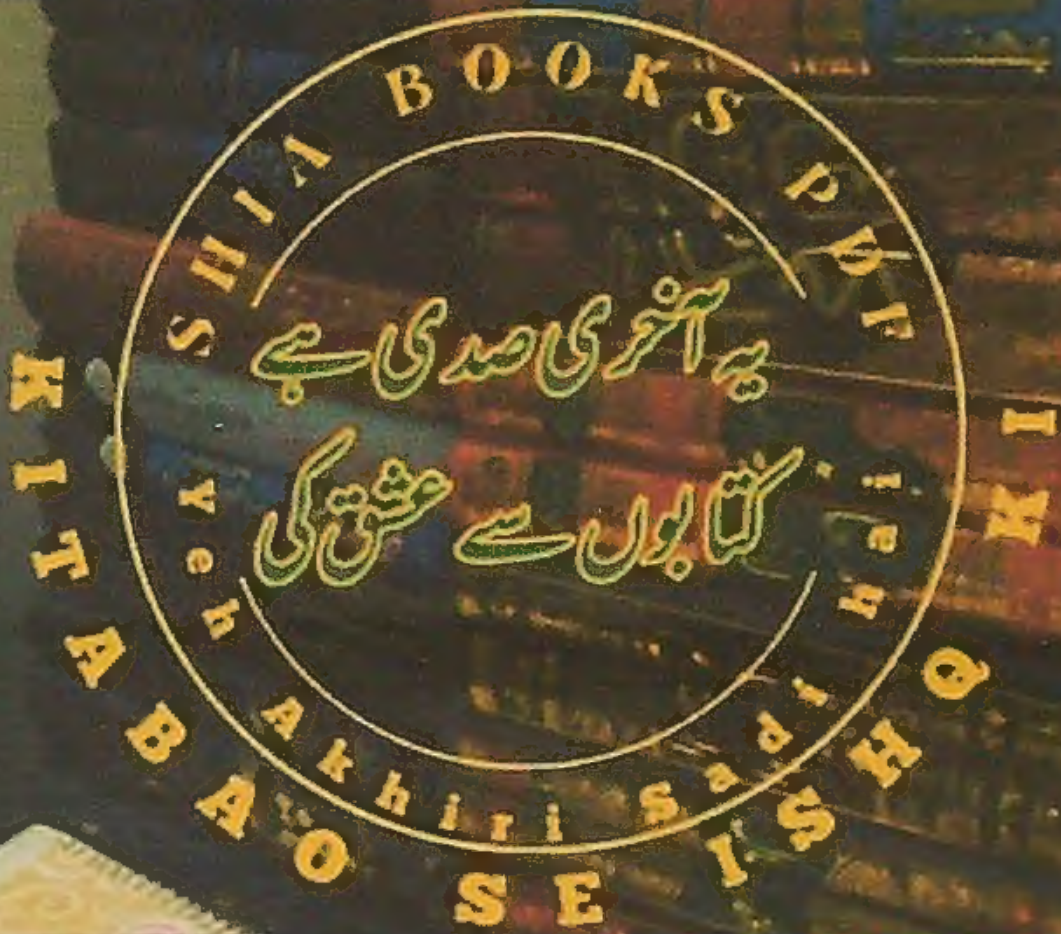


بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایللیا



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

قَالَ اللَّهُ سُجَّاهُ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ
مَكْرُهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِيُزِيلُوا عَنْهُ الْجِبَالَ
فَلَا خَافُونَ اللَّهَ مُخْلِفينَ عَهْدَهُ رَسُولَهُ إِنَّ اللَّهَ يُرِيدُ انْتِقَامًا

ابطال الاستدلال لاهل الزيغ والضلال

از

تأليف شریف جناب مستطاب عمدة الاجاب فضل اجل مولانا
امير الدين صاحب طائفة مؤلف كتاب فلك النجاة في الامامة اسدلة

حسب فائش

مينجر اماميه كتب خانه لاهور

قَالَ اللَّهُ سُكَّانَهُ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ
مَكْرَهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرَهُمْ لِيُزِيلُوا مِنْهُ الْجِبَالَ
فَلَا تُحْسِبَنَّ اللَّهُ مَخْلِفًا وَعْدَهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

ابطال الاستدلال لاهل الزيغ والضلال

از

تأليف شریف جناب مستطاب عمدة الانجاء فضل اجل مولانا
امير الدين صاحب جائزات مؤلف كتاب تلك النجاة في الامامة اصوله

حسبوا شئ

مينجر اماميه كتب خانه لاہور

[illegible]

ملنے کا نتیجہ:- پھر امامیہ کتب خانہ لاہور سے روڈ

هزست مضامین ابطال الاستدلال

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله المتعالی عن صفات الخلق وسمات المخلوقین والحمد لله المجدد فی الخلق وسمات المجددین
المؤخر حالاً بلیق یوحنا نیتہ الذی ختم علی خلقہ بحجۃ وادعیایہ واورشالیم
یہوذا من ہلال عن بیروت وحمص من حی عن ہبنا وراصلو و السلام علیہما
خلق علیہ المصطفیٰ ورسولہ المحبوب سیدنا محمد و آلہ و سلم و اللہ فی بلادہ و حججہ
علی عبادہ ائمۃ الہدی من اہل بیتہ الطیبین الطاہرین وادعیایہ المجددین
صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین و بعد ! اللہ علی اعدائہم اجمعین ۔

اصول معتبرہ رحمت ارحم الراحمین خادمہ اذین بین بندہ عاصی امیر الدین
مقاوم رب العالمین ، فالقرین بالکین کی خدمت میں پیش ہے کہ اس سے پہلے جو
کتاب نفل النجا تہذیبی طرف سے شائع ہو چکی ہے اس کی اور رسالہ نفا کی عرض
و بعد ہے ۔ یہ کہ جب ہم مذہب حق شیعہ اثنا عشریہ میں فوارہ ہوئے ہمارے
شقی بچاؤں کو یہ امر بہت گراں اور ناگوار گذرا حسب عادت جو ان کی جدید
شیعہ سہولتی ہے ہمارے پاس حق و روق آکر وجہ تبلیغ مذہب و ریافت
کرتے گئے ۔ ہم نے ہر ایک سے ایک ہی طریق گفتگو کے تکرار کو فضول و دوسرا در

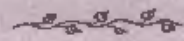
۶۷	قرآن مستدل لکھ روایت احتجاج طبری است بشکر قتل ابی بکر
۶۸	معاویہ کے عہد میں جہول کی شہر کے بنانے پر تنخواہ ملتی تھی
۶۹	قرآن مستدل مطلق بنی العاصی کی عبادت سے نفی است
۷۰	قرآن مستدل علقہ روایت احماد بن حنبلہ
۷۱	قرآن مستدل مطلق ذریعہ کالی سے روایت من ازہد من شکر ذریعہ کالی
۷۲	قرآن مستدل مطلق حدیث کالی دربارہ بنی عاصی و صفائی
۷۳	قرآن مستدل مطلق جلا بالحدیث سے علقہ شکر کے طریقہ پر پہلے کا حکم
۷۴	قرآن مستدل مطلق آیات سے استدلال
۷۵	روایت مستدل کی مزید تشریح
۷۶	قرآن مستدل مطلق قریب کالی سے روایت من ازہد من شکر ذریعہ کالی
۷۷	قرآن مستدل مطلق روایت اللہ علیہ السلام بمعین الخطاب
۷۸	قرآن مستدل مطلق و حذر ان بنی م سوال
۷۹	قرآن مستدل مطلق حضرت ام کلثوم کا بیان
۸۰	قرآن مستدل مطلق جناب امیر کے عہد خاندان میں ہجرت ذکر کیا سبب
۸۱	قرآن مستدل مطلق جناب امیر کے عہد خاندان کے پہلے ناز کیوں پرستے تھے
۸۲	قرآن مستدل مطلق باغ ذوق کا بیان اور مل لینے کی عمل شریعہ
۸۳	قرآن مستدل مطلق اخبار واقعہ سے اعتقاد صحابہ کا و جہاد ہی چونکہ
۸۴	جناب امیر کے وہی ہونے پر مخالفین کے اعتراضات قرآن مستدل مطلق
۸۵	قرآن مستدل مطلق نصیر حمزہ علیہ السلام سے تفسیریت و اذاعتہ اللہ علیہ السلام
۸۶	قرآن مستدل مطلق اخبار واقعہ سے حضرت عباس کا رسو گزرا ہونے کا حکم
۸۷	قرآن مستدل مطلق بیع اسلام سے حکم دعویٰ و القسوا علیہ
۸۸	قرآن مستدل مطلق بیعت مجبوری جناب امیر سے استدلال
۸۹	قرآن مستدل مطلق عصمت ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا اعتراض
۹۰	قرآن مستدل مطلق صحیفہ کا نام سے نام سباز کی دعا
۹۱	تفسیر و تفسیر کتب مناظرہ مشید و سنی کے نام
۹۲	خاتمہ اور شیعہ و سنی حضرات کی خدمت میں التماس صلح
۹۳	تفسیر رسالہ نفا
۹۴	تقدیر و تحفہ علیہ السلام

تصحیحات خیال کیا۔ اس نے سب کے جذبات ایک جگہ فلک النجاة میں جمع کر دیے
اس کی اشاعت سے بہت حقیقت شناس نفوس شاہراہِ اوجات و حق پر پہنچنے میں
مگر کچھ تعریف کے دروی پوش و کاندھل اور چند ساجد کے دلخیز خور و غافلوں
کو اس کے اثر سے اپنی مردانہ داری کا خوف طاری ہوا۔ ایسے لوگوں نے اپنی قیمت
کو قائم رکھنے اور اپنے مریدوں و مقلدوں کو خوش گوئی کے لئے مختلف راگ
الایہ شہ رخ کئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے یہ شیوہ کی کتاب ہے اس میں صحابہ کرام کی
عنایت (گھر) ہے۔ اس کے پڑھنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے۔ کوئی کہتا ہے اس میں
ضرورت موعود روایات جمع کی گئی ہیں (مالاکہ ہر وہ باتوں کا جواب کتاب شہ
میں قابل دید و درج ہے) کوئی کہتا ہے اس کے پڑھنے سے شکوک پیدا ہوتے ہیں ہم
اپنے آباء و اجداد کا مذہب سرگز نہ چھوڑ گئے خواہ کتابوں میں کچھ ہی لکھا ہو (مالاکہ
ان کی یہ بات صریح کیا تہذیب کے خلاف اور دیگرین قرآن کے میں مطابق ہے)
کوئی یوں بڑبڑاتا ہے کہ ہمارے شیعی علماء عقیدہ یہ اس کتاب کا روکھیں گے۔
اس سے یہ کتاب اڑ جائیگی۔ بعض ان میں سے کہتے ہیں بغیر قرآن مجید کے ہم
سب کتابوں سے دست بردار ہیں۔ مالاکہ ان کا یہ کہنا سراسر فحش و فحش خدا
کے منافی اور ان کے پیشوا حضرت عمو کے مطابق ہے جنہوں نے کہا تھا حسب ما کنا
اللہ۔ رسول خدا صلعم فرماتے ہیں میں ایسے آدمی کو دیکھنا نہیں چاہتا جس کو میرا
عقیدہ امر یا نہی پہنچے اور وہ کہے میں اس کا واقعہ نہیں ہم کو کچھ کتاب خدا میں
دیکھا جس ایسی کی پیروی کریں گے۔ اس کو ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی نے
دلائل الغلوہ میں روایت کیا۔ دوسری روایت میں فرمایا۔ نہ راز رہو مجھے قرآن
کے ساتھ جس کے برابر اور بھی بہت کچھ دیا گیا ہے (یعنی حدیث) اس کو ابو داؤد و
روایت کیا۔ دوسری روایت میں فرمایا مجھے قرآن دیا گیا ہے۔ اور اس کی مثل یا

اس سے بھی زیادہ اور بھی بچے دیا گیا ہے۔ (احادیث) اس کو ابن ماجہ و دارمی نے
روایت کیا۔ دیکھو کتاب ہی مشکوٰۃ اب الاعظام (کتاب دانہ صغیر) مطبوعہ
مبئی۔ غرضیکہ ایسی طرح کی باتوں سے وہ بچارے اپنے پیلوں کو تسلیاں دیکر
اپنے دامن میں پسپائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں (الغرض) یقیناً بالاحتیاج۔
آپ ہمارے قرب و جوار کے سخی بھائیوں نے یہ رنگ اختیار کیا ہو ہے کہے ہیں یہ
فلک النجاة میں شیعوں کی کتابوں سے مذہب شیوہ کی حمایت ثابت کی گئی ہے ہم
مذہب کی حقانیت اور خلفائے ثلاثہ کی فضیلت (ازہل سیٹ کی احادیث مرویہ) جب
شیوہ سے ثابت کر دیتے ہیں۔ پس پھر مختلف اوقات میں چند عبارات کتب شیوہ
میرے پیش کی گئی ہیں جن سے ناظرین اہل تسنن فرما دیں اپنے رسالوں اور مواظ
میں برخلاف شیوہ استدلال کرتے ہیں۔ لہذا مجھ کو اسی غرض سے جو فلک النجاة کی اوپر
بیان ہوئی ہے ہمارے جوابات سوالات متدار کے جو کتب شیوہ سے مخالفین عموماً
اور ہمارے قرب و جوار کے اہل تسنن خصوصاً اشباہ و فضاہل و حقانیت ظنا
شلاہ میں پیش کرتے ہیں ایک جگہ رسالہ ہدایں جمع کر دئے گئے ہیں +
اگرچہ بڑی بڑی اجواب کتاب میں علماء شیوہ کی طرف سے ہر مسئلہ پر کچھ لکھی
ہیں جن کا جواب شیعوں سے نہ ہو سکا اور نہ ہو سکا ہے (مثال کے لئے عقبات الاو
و استقار الالہام کے جملہ کتابی ہیں) مگر جدید شیوہ سے جو نکر حسب فادات
انہی مردود و فرسودہ سوالات کا جواب طلب کیا جاتا ہے ہم سے بھی طلب ہوا (ازہر
فضول کا لہر قصور کے سکوت اختیار کرتے ہیں جو مخالفین قبلین سے بچا ہے اور
دراغ اڑاتے ہیں کہ سر شیوہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔ جب ہم صحیح و افق تہذیبی
یا تحریری پیش کر کے جواب دیتے ہیں تو کہتے ہیں اس سے زیادہ غیر مذہب کو نہ
مذہب ہو گا جس کے متبع جرم صحابہ کرام کو برا کہتے اور ان کی شکایات بیان کرتے ہیں

انہی حالات کی بنا پر اس جہت نامہ میں نے باوجود اعتراف اپنے کم علم اور بے
سر پایہ اور کثیر اوشال و تشوش البال ہونے کے ایک دینی خدمت سمجھ کر اپنی سست
کے مطابق جیسا دوسکا اگر چہ بے ربط یا پھینکے الفاظ اور سست کی کسلی عبارت میں ہی
- اپنی اپنی تحقیق کا نمونہ حوالہ فکر کر دیا ہے۔ ورنہ نہ ہم مذہب علماء میں ہیں اور رابطہ
علماء کرام میں خاص شمار ہونے کا شوق ہے۔ اور یہ مصنفین کی قطار میں محد وہ چلے
کا ذوق +

تیسری غرض اس رسالہ سے کہ جس کی بھائی کی دل آزاری و دلکشی کی نہیں
ہے۔ اسی واسطے باوجود اس ضرورت میں نے بعض اداویث کا ذکر کر کے اور
صاف لفظوں میں نہیں لکھا۔ اور بعض کی عربی عبارت بھی نہیں لکھی۔ بلکہ کتاب
اور اس کے صفحے والے پر آگیا کیا ہے۔ پھر بھی اگر کسی خطرات کو دیکھنا پسند نہ
تو وہ اس کا مطالعہ نہ فرمائیں۔ میری اصل غرض اپنے شیوخ بھائیوں کو متنبہ کرنے
کی ہے کہ جن عبارت کتب شیخ کو اپنی تسنن اپنے مسائل میں نقل در نقل کر رہے
ہیں۔ اور پہلے ناقلین کے بعد متاخرین لکھ کر کے فقہر اسل کتاب دیکھ کر غیر بھائی کے
سامنے خوشیاں منانے اور اپنے ذہن قاسم میں اپنے ہر اعتقالات فضائل ثنائیہ
کا مویختہ یا کہنے میں ان کی حقیقت سے ناظرین کو آگاہ کر دیا جائے۔ تاکہ اہل ایمان
ایسے مسند طائفل کی ضرورت سے محفوظ رہیں اور ایسے لوگوں کو برسر اعلیٰ
شرمندہ کر سکیں۔ اور ان کے نزدیک کو طشت از بام کر کے عوام کو ان مسندوں
کے دام تر و زستہ بھائیں۔ نام اس رسالہ کا ابطال الاستدلال اہل التزیع
والافتلال لکھا گیا ہے۔ انہی اذیل الخ الاصلاح ما اصطفت و ما توفیوا لا
بالذہنیہ نوکلت والذہنیہ نایب +



حضور ابن کثیر طر تخریر اور تفسیر میں کبھی کا استدلال قسم قسم میں
جاننا چاہئے کہ طرز تخریر اور کاستائیں ساظرین اہل تسنن چند اقسام پر منقسم ہیں۔
۱۔ کبھی عبارت کتب بطریق کو وہ اندر سے قطع و برید فقر و مطلقہ ہر فعل کر کے اس فقر کو پڑھ
دیتے ہیں جس میں کس عبارت کو کسی صلف کی یا طرف منسوب کیا گیا ہو تاکہ ہے۔ اور اس
کتاب شیخ میں بعض تر وید یا نقل اختلاف اقوال و درج ہوتی ہے اور یا سابق
و سابق اس فقرہ میں اس بقول کا تشریحی قطع متفنن یہ موجود ہوتا ہے۔ ناقلین اس
تصرف بجا ہے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اس عبارت کو شیخ عالم کی منکر و متفقہ عبارت
یا حدیث اہم عوام کے سامنے ظاہر کر کے شیخ کی زبانی فضائل کا ذکر ثابت کرنا چاہتے
ہیں۔ عوام کیا سمجھیں کہ اس میں کیا مادیہ شدہ ہے جانتے ہیں جب کتاب شیخ
میں یہ عبارت لکھی ہے ضرور ان کی مسلم اور پھر محبت بھائی اندر جو سنے یہ لوگ بیان
کر رہے ہیں کج صحیح نہ +

۲۔ کبھی اس عبارت متفقہ کی نقل یا معنی تحریف کر کے وہ کا دیگر غلط بیانی
سے فائدہ اٹھاتے ہیں +

۳۔ کبھی حدیث وارد مذکورہ ذریعہ سے بر خلاف سیکڑوں اداویث صحیحہ تراویح
ازہم الذہنیہ علیہم السلام کے ضرب دیتے ہیں۔ جو اصول سرور یا آخر کے خلاف ہے۔
۴۔ کبھی حدیث وارد مذکورہ ذریعہ سے سنیہ مقصود کے خلاف وہ طعن لیا ہر کر کے
فائدہ اٹھاتے ہیں جو تحقیقی مراد انہ کے خلاف ہوتا ہے۔

۵۔ کبھی شیخوں کی کتاب کی عبارت نقل کر کے اس کو اس کے منام کتاب شیخ کی
طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ تاکہ عوام اس عبارت کو کتاب شیخ کی عبارت سمجھ کر غلط
مذہب نامہ محبت بھائیں۔ جیسا کہ کشف الغرہ و فضول المہر شیخ نام کی کتاب میں شیخ
سید محمد ماضی ہیں +

۶۔ کبھی کسی ترقی یافتہ کتاب کا نام ٹھکانے شدہ کی طرف منسوب کر کے اپنے درجہ کے مطابق ایک مضمونی عبارت ٹھکانے کر سب دینے پر، حالانکہ حقیقت اس نام کی کوئی کتاب نہ ہو۔
۷۔ منسوب کر دینے پر، جیسے شریعت الملافہ منسوب کر دیا جان جو کسی اصحابی ہے جس کو ہم نے بیت کتبہ قانون اور پتہ دینے سے دریافت کیا کہ کسی پر پتہ نہیں لگا اور جیسے عوارض اسما لکین نام کی کتاب سے ظہور کرنا سب دینے پر منسوب کر دیا گیا السلام سے دینا مندرجہ جانا نقل کر کے جس پر چاہے پتہ نہ ملے اور جس پر عوارض ملے۔
۸۔ وغیرہ میں نقل و نقل پر پتہ نہ ملے اس وقت کے پیش نظر یہ کہ کتاب اہل قسطنطنیہ جیسے پتہ نہ ملے اور جس پر پتہ نہ ملے۔ بدرالبدنہ حقیقت منسوب کر دینے پر۔
۹۔ شریعت الملافہ کے تحت کتابت بنیامہ۔ شریعت الکلام۔ حقیقت بنیامہ۔ بنیامہ الشیخہ۔
۱۰۔ بنیامہ کے تحت کتابت بنیامہ کے ابطال اس زمانہ میں ٹھکانے مطلوب ہے +

۱۔ چونکہ کیدات اہل تشنہ یہ بھی ہے کہ کسی کتاب غیر معتبر نامور مشہور یا قریب مشہور کوئی راوی نہ ملے تو نقل کے لئے اس پر کھدکے میں لکھ دیا کہ کتب و اطراف معتبر کتاب شیعہ میں منجانبہ علامہ کرامت کتب کا قانون اہل تشنہ کا غور سامنے ہے ہمارا مسلک آریں۔ اور غیر معتبر کو قرار دینا انکی وجہ کو دی ہے ہم تو کتاب معتبر کا ہر لفظ لاغتہ و التعلیق دیگر احادیث میں نقل نہیں کرتے۔ یہ جو جائزہ کسی کتاب کو اس کتب ان کے لئے ہر لفظ کو صحیح تسلیم کیا جائے۔ اہل کتاب الدلیک ایسی کتاب ہے جو ہر ایک مسلمان پر لازم ہے کہ پڑھ کر لے۔ لہذا ان سینوں کی سب بکاروں و خدایوں سے شیعہ اہل تشنہ امیر کو شہادہ دیتا چاہئے میں نے سیکھنا چاہوں کہ اس رسالہ اور چیز ہوتے ایسے زمین کو زمین کو بڑی کھوں کا فائدہ دینا ان کی درجہ کرنا ان کی تکلیف اور مسلمانوں کو گوارہ ہے۔ الشیخ الاسلام فرمودہ خانہ و پختہ کا کہ ان کو کہتے تھے مختصر میں جو وسایہ زرات مخالفین کے جوہر اہل تشنہ اہل تشنہ میں لکھیں گے۔ نیز امجد کو ناموں کو اس کو پڑھ کر ہندو داعی کو دعا فرمادے اور اہل تشنہ میں لکھ دے۔

نوٹ: قانون { اصول کا فی صفحہ ۲۹ میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے
عمل بالحدیث } فرمایا اختلاف احادیث کے وقت عادل راویوں کی حدیث
پر عمل کرنا چاہئے۔ اس کے بعد متفق علیہ اور مشہور مذہب اہل بیت پر عمل کر کے شاذ
کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر ہر دو حدیثیں مشہور ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
کے جو موافق ہوں اس پر عمل کرنا چاہئے۔ اگر اس کے بعد شک رہے یعنی موافقت حق
کی حالت نہ ہو یا دونوں میں تضاد ہے کتاب اللہ کے موافق معلوم ہوں تو جو موافق مذہب
عام (اہل حق) کے ہوں اس پر عمل کر دینا چاہئے بلکہ اس کے خلاف میں رشہ و حقیقت
سیچو اور اگر دو ذیلی قسم کی حدیثیں عام کے موافق ہوں تو جو ان کے مشہور مذہب
کے مخالف ہوں اس میں ہدایت رکھی جاتی ہے۔

اس قانون کو رسالہ بنایا میں ہر جگہ ملاحظہ فرمائیے گا۔ ناظرین کو چاہئے کہ ہمہ
احکام شرعیہ میں اس حدیث کو ملاحظہ فرمودہ امام عالی مقام پر عمل کر رہے ہیں۔

خلافت و فضائل اصحاب ثلاثہ کے متعلق استدلال است

۱۸۷۲ء میں لکھی گئی اس حقیقت میں شبہ نہ ہو کہ وہ معقول اور پرہیزگار تھے۔ لکھنے والے کے
از کتاب شیعہ کے جرم و عہدہ مطبوعہ حرم میں بایں طرز و شرافت علی کا
بنام امیر ایران کے مطبوعہ ہے دس کتب لکھ علیہ السلام الی عبادتہ و تائیدہ بالحق
القصم الذین الباعدا یا بکر بن عبد اللہ بن علی مابا لہ و عہد علیہ السلام رحمہ اللہ
قصاحت شیعہ مطبوعہ ۱۳۴۲ھ فرمان امیر علیہ السلام کا مادیہ کو بیٹک مجھ سے ایسی قوم سے
مست ک ہے جس کے لوگوں کو دھوکہ و غشائے مست کی گئی۔ اور اسی امر فسادت پر مبنی ہے کہ
جس پر اشیائیں مذکور علی و قرعہ میں لکھی گئی۔ اسی شخص کو قاضی و رئیس کہہ کر وہ اپنے
لئے ایک عیالہ و مائتہ اختیار کر کے اور رشتہ خوار قاضی کو اس امر کا جہان سے کہہ دیا کہ

تو یہ کہے۔ اور پس ماوم شریعت کہتا ہے کہ اب شیعیان پاک ذرا انصاف بجان
تفریق کر کیا یہ خطبہ طبرستان کا یا نہ ہو ثابت ہو جائے اور ان کی جو خلاف
سے اٹھا کر کے والا ملا اور ہوتا ہے پانچ اور بیان کرو۔ اپنے لفظ اسی طرح
جمع الاوقات و غیرہ کتب مناظر و تفسیر میں ہے۔

ایضاح استدلال {۱} آقا جاننا چاہئے کہ شیخ ابلاغ کے مذہب و مثنی و ولوں
اور کتب شیعیہ {۲} فریقوں کی کتابوں سے جناب سید رضی علیہ السلام قدامت
سے کلام میرا نہیں علی المرتضیٰ کو نقل کیا ہے۔ اسی واسطے یہ کہنا یہ مستحکم و مستحکم
ہے مگر ایسی برائت رک سے تحقیق شیخ کے نزدیک ہر لفظ اس کا بلا تفسیر و خلاف
احادیث صحیحہ متواترہ معطل مردہ از اثر ابیہ ہر بیعت نہیں ہو سکتا۔ بیشک
اس کی تائید و توثیق باسناد احادیث امامیہ سے دل نہ سکے۔ جناب سید رضی کو چوکات
منسوب بجاہب جناب امیر علیہ السلام متفرق طور پر تفسیروں یا شیخ کی کتب میں سے ہے
میں اور ادبہ نہایت کے لحاظ سے ان پر کلام جناب امیر علیہ السلام بکمالان ہو سکتا
ہے ان کو درج کتاب کر لیا ہے۔ چنانچہ نام کتاب شیخ ابلاغ اور ورنہ صاف صوف
موصوف سے ظاہر ہے۔ اب مناظر میں کئی شخص بلا تفسیر و تائید اسناد اور
خصوصاً احادیث شہوہ امامیہ کے خلاف کسی عبارت شیخ ابلاغ سے شیخ امیر پر
تحت قائم نہیں کر سکتا۔ چنانچہ تواتر تفسیر اسناد و تفسیر اہل تسنن کے
نزدیک بھی مستحکم و مرقع ہے۔ شیخ مذہب میں اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری صلی
سے یا بعد ما بر کاتوں کا تو ان کی قابل تسلیم نہیں ہے۔ ان جن خطبہ و کتاب شیخ ابلاغ
سے شیخ استدلال کرے ہیں مثلاً خطبہ شمشیر اور کلام جناب امیر ما اذلت من اعدائہ
حق سناؤ لایعنی منہ جعفر علیہ السلام وغیرہ ان سب کو شیخ امامیہ کتب خود سے
ثابت کر سکتے ہیں۔ بکرات کی تائید و تسلیم کتب اہل تسنن سے دکھائے ہیں۔ لہذا

ان کو مستحکم فریقین سمجھنا چاہئے۔ باقی رہے وہ کلمات و خطوط شیخ ابلاغ سے
اہل تسنن اپنے مدعا صوم پر استدلال کرتے ہیں۔ جب تک و کتب امامیہ سے
ہمایت میسر نہ ہو سکتی ہے۔ ہمارے برخلاف تحت نہیں ہو سکتے۔ خصوصاً وہ کلمات
جو شیخ ابلاغ کے علاوہ شارحین شیخ ابلاغ نے کتب میں لکھے ہیں ان سے ایضاً بیان و تفسیر
کلام کے خیال سے اپنی شرح میں بلا واسطہ نقل کر دے ہیں۔ چنانچہ ہمارے اس
مضمون کی تائید و توثیق علماء و مولانا سید محمد صاحب موصوف کتاب بوارق بر تفسیر
ہوئی ہے۔ صاحب موصوف اپنی کتاب مذکورہ بطور لدھیانہ کے مضمون ہم پر مکتوب
فرماتے ہیں۔ ادعا ہے اصح امامیہ بر صحت و تواتر شیخ ابلاغ و حلیہ بلا دلیل و حکم
تحت است۔ کاش نام کی کتاب ہم دیکھ کر امامیہ دے وشت کر دے اور ان تو از شیخ
آپذہ شیخ ابلاغ مذکور است مرقوم ہے و و آخر شیخ معلوم شدہ ان است
کہ اکثر خطبہ و کتب از کتب سیر و تواریخ اہل خلافت نقل شدہ۔ و فقراتیک بلاغت
و فصاحت ان زیادہ تر بود ان را منتخب سائنہ نقل نمودہ است۔ اور اگر بعض
شیخ ابلاغ کو بتائے بلا تفسیر شیخ علی بن ابی طالب تو بھلا موالی صیغہ تفسیر احادیث
مستحکم امامیہ نظر انصاف و تحقیق اہل تسنن کا دعا ہے۔ خطبہ و کلمات ثابت ہیں۔ ہو سکتا۔
چنانچہ ہمارے رسالے آئندہ صاف ظاہر ہو جائیگا۔

تفسیر {۱} کتاب شیخ ابلاغ کا مشترک مسلم ہونا اس سے ظاہر ہے کہ ایک جامع
شیخوں کی اس کے شارح ہیں کے حلیہ میں داخل ہے۔ باقی کسی مذہبی کتاب شیخ کی بہتر
ایک بھر یہ تحقیق طوسی کے کسی عالم سننے نے شرح نہیں لکھی اور کسی اور مذہبی کتاب
شیر کا شیوہ نے اپنے ماہی میں ردایہ دیا ہے۔ اور دیکھ لیتے مباح میں چھاپا ہے۔
اگر اس کتاب کو ہر دو طرفہ پر استمال کیا ہے۔ شیخوں کی کتابوں سے شیخ ابلاغ اور
اس کی شرح میں کلام منسوب بجناب امیر متقول ہونے کا کثرت یہ ہے کہ بعضین وہ کلمات

تھے۔ ان میں سے اسلام میں اصل اور جامع تر حد اور رسول کے نئے نئے احکام کے بعد کسی کا نیکو یا بیکار تھا۔ اور ان کے بعد طبعی یا ظاہری (عمر) تھا پھر اس کے بعد سر لیکھ عثمان مظلوم تھا۔ عقد الفریضہ میں مظلوم کا لفظ نہیں ہے۔ اس میں سید مرتضیٰ نے حدیث اور سبب پر غور سے بحث کی اور ہم نے تیسری نظر میں حقیقی اور شوقی اور تیسری نگاہ میں تیسری اور حقیقی دیکھی۔ اور تیسری کو یہاں یہ وہی ہے اور تیسرے سائنس میں کوشش و تربیت ان معاد سے تیسری نظر میں حقیقی کو معلوم کیا۔ ان سب معاد سے یہ نتیجہ اس طرح نکلا کہ جیسا کہ بارہ وراثت کو نکال کر چھوڑ دیا جائے گا تب اس سے تیار کو معیت کرے۔ حالانکہ تو اس معیت کو مانع نہ کرے۔ پھر سب سے زیادہ حد تک لے لے کر چھوڑا دیا۔ عثمان پر کیا۔ حالانکہ وہ اس مانع نہ تھا کہ بھلا تو قرابت اور دامادی اس کے لئے کھلے ساتھ یہ مانع نہ کرے۔ اس لئے تو اس سے قطع رحمی کی اور اس کی نیکیوں کو بھی جوڑ دیا۔ اس پر مرتبہ نے وگرنہ کتب جمع کیا۔ اور اس بارہ میں قہر سے مدد ملی۔ ہر دن چالوں سے کام لیا۔ حتیٰ کہ اس پر بوٹوں، اور گھوڑوں کے سوار جمع کئے گئے اور ہر رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم میں اس پر بھی رٹھائے گئے اور تیسرے کو تیسرے کے محل میں داخل کیا گیا۔ اور تو اس کے گھر سے بیچ و بیکار کی وادیں مستعار لیا۔ یہی ترقی سے قہر کی کہ قول باطل سے دامت نہ کی۔ یہی ہی قسم تھا کہ کہتا ہوں کہ اگر تو اس وقت کیلا کھڑا ہو جاتا تو لوگ اس سے دور ہو جاتے۔

یہ تیسرے ساتھ کوئی بھی ہم میں سے باہری نہیں کر سکتا +
جواب خط معاویہ کا سنانیب امیر المؤمنین علی علیہ السلام
امام بعد ذال احادیث میں صریح کتاب صلی اللہ علیہ وسلم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ای رتقہ و دقہ ان اجتناب سے تامل ہے

ابن ابی اسحاق نے کہا کہ اس حد میں حد اور رسول کے نئے نئے احکام کے بعد کسی کا نیکو یا بیکار تھا۔ اور ان کے بعد طبعی یا ظاہری (عمر) تھا پھر اس کے بعد سر لیکھ عثمان مظلوم تھا۔ عقد الفریضہ میں مظلوم کا لفظ نہیں ہے۔ اس میں سید مرتضیٰ نے حدیث اور سبب پر غور سے بحث کی اور ہم نے تیسری نظر میں حقیقی اور شوقی اور تیسری نگاہ میں تیسری اور حقیقی دیکھی۔ اور تیسری کو یہاں یہ وہی ہے اور تیسرے سائنس میں کوشش و تربیت ان معاد سے تیسری نظر میں حقیقی کو معلوم کیا۔ ان سب معاد سے یہ نتیجہ اس طرح نکلا کہ جیسا کہ بارہ وراثت کو نکال کر چھوڑ دیا جائے گا تب اس سے تیار کو معیت کرے۔ حالانکہ تو اس معیت کو مانع نہ کرے۔ پھر سب سے زیادہ حد تک لے لے کر چھوڑا دیا۔ عثمان پر کیا۔ حالانکہ وہ اس مانع نہ تھا کہ بھلا تو قرابت اور دامادی اس کے لئے کھلے ساتھ یہ مانع نہ کرے۔ اس لئے تو اس سے قطع رحمی کی اور اس کی نیکیوں کو بھی جوڑ دیا۔ اس پر مرتبہ نے وگرنہ کتب جمع کیا۔ اور اس بارہ میں قہر سے مدد ملی۔ ہر دن چالوں سے کام لیا۔ حتیٰ کہ اس پر بوٹوں، اور گھوڑوں کے سوار جمع کئے گئے اور ہر رسول اللہ صلوٰۃ علیہ وسلم میں اس پر بھی رٹھائے گئے اور تیسرے کو تیسرے کے محل میں داخل کیا گیا۔ اور تو اس کے گھر سے بیچ و بیکار کی وادیں مستعار لیا۔ یہی ترقی سے قہر کی کہ قول باطل سے دامت نہ کی۔ یہی ہی قسم تھا کہ کہتا ہوں کہ اگر تو اس وقت کیلا کھڑا ہو جاتا تو لوگ اس سے دور ہو جاتے۔

راہ میں صحیح واقعہ میں شکیانہ کے بیان کرنے پر راجح و ارادی و فہمہ جہد کی صحت پر
تعمیم کے مرتفع نہ ہو کر اٹھتے ہیں۔ پس ویسے رائے اور ویسے حالات میں صاحب
صاحب نے کہ وہ بالخط تحریر کیا جس سے مفصل ذیل نتائج پیدا ہوئے ہیں۔

نتیجہ خط معاد وید ۱۱، اس خط و کتابت میں جناب امیر علیہ السلام و صاحب
کے ساتھ تراوی سنائی ہیں۔ اور انہی کی کتب سے مستفاد ہے اگرچہ محض خط
کا رویہ ہے۔ فرق ہو کر معنوں و مقصود و حد ہے۔

(۱۲) قانون سکیم اہل سفین العیالہ کا یہ خط و کتابت معاد و صاحب معانی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خط و کتابت میں ان کی جتنی حرارت و اثر موجود ہے
کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت تک رسالت ناگوار معلوم ہوتی رہی اور آپ نے
ہدایت کریمت و رفعت و فہمہ کی نظر سے دیکھتے رہے۔

(۱۳) نماز کی ہیبت سے حضرت امیر پہلو اُٹھ کر فرماتے رہے۔ اور اگر بالفرض
جناب نے نماز کی ہیبت کی بھی جو تو یہ ہیبت ایسے جبر و اکراہ سے کوئی گئی جیسے
بار و رادنت کو مبارک سے پہنچ لیا جاتا ہے۔ یہ ہیبت بطریق طر و تعین حقانیت
حقانیت خلافت میں ہوتی ہے۔

(۱۴) جو کتب عقائد سنیہ میں برافراط مزاج میں اوصاف لاس انداز
ابو بکر و عمر و عثمان و ان اہل ظلم کی جیسا کہ سب سے اول معاویہ صاحب نے
رکھی ہے۔ جس پر معاویہ خلیل کج تک پانہ میں۔

نتیجہ خط جناب امیر علیہ السلام، معاویہ کے خط کے جواب میں جناب امیر کو ایسی
دائستندی و راست سے جواب دینے کی ضرورت تھی جس سے معاویہ کی وہ
غرض پوری نہ ہو سکے جس کے لئے وہ بار بار خط و کتابت و ثنائی کا ذکر تھیں دینا تھا۔
وہ لوگوں کو عجز کا لے کا موخر تلاش کرنا تھا۔

(۱۵) جناب امیر علیہ السلام کے ترتیب مشہور پر انصافیت ظاہر شدہ کو
تسلیم میں فرمایا۔ بلکہ معاویہ کی مزاحمت و انصافیت قرار دی ہے۔ ورنہ ہم
ان خط میں ساتھ ہی اس کی تردید لڑا دی ہے۔

(۱۶) جناب امیر علیہ السلام مقب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط و کتابت معاد و صاحب
معاد و صاحب معاد وید میں ہے۔ آپ کے خط و کتابت میں اس خیالی کی تردید
تردید لڑا دی ہے۔ اس طرح کہ سب سے اول غی علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ہو کر
ہیں۔ و چونکہ انصافیت رسالت کے حقوق کی نگہداشت کرے۔ و ان کے
دشمنوں سے ضروری اختیار نہ کرے و دصیقہ ۱، خاروق نہیں ہو سکتا۔

(۱۷) جناب امیر علیہ السلام کے نزدیک شیخین کا سلام میں درجہ بڑا امتیاز
یا ان کا قابل حرمت آبی یا سقی بڑا ہو یا مسلم نہیں۔ بلکہ شک و مشروہ ہے
یا اس کا تعلق یہ ہے کہ دونوں کا مرتبہ جہاں مسلمانوں کے بادشاہ ہونے کے عوام
اہل اسلام میں ٹرا ہے۔ ان کے دونوں میں دونوں کی دولت و قدر ہے۔ یہ کہ
رنگ و باور ان کے وجود سے سلام میں رخم پہنچانے کی قربانیاں دیتے ہیں۔
بلکہ جو شیخ ہے۔ اس سے زیادہ صحیح، جو کھنڈ پر مس و کا مطلب شامیوں کا پہلے سے
زیادہ بھڑک جاتے ہیں۔ یا ہوتا تھا۔ حالانکہ انہیں وقت مطلوب فتنہ و نس و کا
کرنا تھا۔

(۱۸) جناب امیر علیہ السلام کا تم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط سے ثابت ہوتا
ہے۔ و یہ کہ آپ اس کے معنی تھے۔

(۱۹) جناب امیر علیہ السلام کے خط میں ان شرطیہ عقد اھریہ اس عہد پرستی میں در
صل بیع ابلاغ کے دوسرے خط و کتابت میں موجود ہے جس کا مطلب تھا
مکلف ہے کہ اگر وہ دونوں ابو بکر و عمر ایسے نہ تھے تو خدا آپ پر رحم کرے۔ و اگر

ترجمہ۔ سے معاویہ تم نے گمان کر رکھی ہے کہ افضل الناس مسلمان ہیں
فلان اور فلان (لوگو وغیرہ) ہیں۔ پس تم نے ایک ایسے امر کا ذکر کیا ہے کہ اگر
واقف صحیح ہو تو تمہیں اس سے کوئی صبح نہیں، نہ صبح ممکن، اور اگر یہ غلط ہے تو اس میں
خیر نہ ملے گا۔ سے نیز کوئی نقصان نہیں۔ تجھے فاضل اور مدعو اور احکام خدا کی
بہت سی باتیں ہیں۔ طلاق (قید کے آرہو سے دوسرا کوئی حق ہے کہ وہ بہتر
اقوال کے درمیان سے غریب قائم کریں۔ اور ان کے وراثت کو ترتیب دینے والے
طہرات حضرت کی تناسلی کے معنی ہوں۔ اور ہم میں سے حق مسلم ہیں۔ نتیجہ میں سے
بہت ملے والے ہیں ہم میں سے شرف ہیں۔ تم میں سے صاحبوں حضرت کے
شیر ہیں۔ راہ سفیان پر مدعا ہے۔ واجب سے تمہید و حد کیا تھا کہ وہ رسول خدا
صلی علیہ وسلم کے حکم کا نہ کرے گا اس لئے کہ وہ انصاف کہا جاتا تھا۔ اور ہم میں
سے دوسرا رجائا بہشت میں۔ تم میں سے وہی ملو گی۔ بہترین خدا عالم میں
سے (حضرت طاہرہ) و دعا۔ تعجب تم میں سے بہت اور فرمایا۔ پس غربت کے
لحاظ سے جو تو ہم شباب رسول صلعم کے سب سے زیادہ شریف ہیں۔ اور احاطت
خدا رسول کے اعتبار سے محمد تو ہی ہم دوسروں سے اوں میں (پھر وہاں پیرائے
ہے کہ میں سے پہلے صحن پر صمد کیا اور سپر بجاو ات کی۔ اگر ایسی طرح بھی ہے تو مجھ
سے اس کی بار بڑا۔ ہوگی اور فرمایا) تو یہ کہتے ہیں کہ مجھے بیعت غدا کے لئے
جائے پیکر کیا گیا ہے۔ بار بار اوداوت کو عین اور لکھ کر پنا جاتا ہے۔ خدا کی قسم
تم نے میری دست کا۔ رو کیا۔ مگر حقیقت تم نے میری تعریف کی ہے اور تمہارے
میں سے جس کی شہادت دشمن بھی دے آئے۔ و تم نے او دود کیا کہے رہا کہ
مگر اس سے تو خود رہا ہوا (اس لئے کہ تم نے ان کی حایت و معاونت میں ہم سے
تا کیا) کیونکہ مسلمانوں کی سب سے کوئی اہمیت نہیں کہ وہ مظلوم ہو جب تک کہ وہ

اسے دین میں شک کرنے والا ہو بلکہ بدست و شکایت ہلاکت سب ظالم کی ہوئی تھی۔ ان گنت سے جناب امیر نے صاف طور پر بیان فرمادیا ہے کہ حضرت عکرمہؓ اور ان کے حامی منہجیت پیسے میں تمام اور جناب امیر نے معلوم تھے۔ اس کے بعد فرمایا اس محبت سے میرا شمار تیرے سوا اور کسی طرف ہے یہ تو جانتے تھے لیکن اس قصہ کا جس قدر ذکر پہلے میں نے ہی حسب ضرورت تیرے سے ذکر کر دیا ہے۔

پیشچہ اس خط سے وہی شروع کیا ہوتا ہے میں جو دوسرے خط میں مذکور ہو چکا ہے۔ علاوہ بریں اس خط سے مذاق خطوط جناب امیر علیہ السلام اور ان کے اعتقادات پر بحث نہایت کامیاب رہی ہے۔

طرح سوال نمبر ۱۱ کتاب حج البیضاء مصری صفحہ ۲۶ میں ہے وہم کلام

ند علیہ السلام مصری طاب قدرہ منقادہ فی

شورۃ العنکبوت ہذا الام لہیک سورۃ الاحزاب لہیک سورۃ

(ب) فداؤ دین عربی الخراج فی شورۃ الزمر سورۃ الحج البیضاء

تیسرے صاحب ان اصناف سے جواب دیں وہ ان کے کمال یاد رہے گا

بغیر کریں۔ دیکھو حقیقت یہ سب شیورہ صفر ۱۲۰۷ و تقریر اشاعت

ابطال استدلال جنگ فاندین دروم میں جناب امیر علیہ السلام کا حضرت

میرے فرمایا دین اسلام کی نصرت اللہ تعالیٰ کرتا ہے جب مسلمان ہتھیار لگتے

و محاربتیں کو خود نہیں روک سکتے تھے اس وقت بھی اسی پروردگار عالم نے

مدد دی اور وہ نہ دے کہیں نہیں کرتا۔ دینی عالمی ہے سترم خود دشمن کے

مقابلہ میں لگے تو مصیبت اور حادثہ میں نہ لگے۔ پھر جب بادشاہ فرور

مطلوب ہوگا) اس کو دروازہ مسافت میں مسلمانوں کے لئے شرف و شرف کے وقت کوئی مزید معنی بازگشت کی جگہ نہ رہے گی۔ اور فرج تفریح ہو جائیگی۔ اس لئے دشمنوں کے مقابلہ میں کسی تفریح کا رنگ نہ ہوگا۔ اگرچہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ خود دولت جنگ آزمائے تھے۔ اگر فرج ہوئی تو بہتر و در مسلمانوں کے لئے نہ تھے۔ پیچھے اطمینان قلب اور مدد بھیجنے کے لئے جالے پتہ رہے جو تھے۔ یعنی اس طرح نظام سلطنت کی کمر بستہ سے مسلمانوں کا رعب قائم رہے گا۔ اور بصورت دیگر بھی سلطنت قائم ہوئے کہ مسئلہ اور ان کے سپہ سالاروں کو جو اتنا جنگ میں نہایت مضرت ہوگا (مدد فرج ہوتی)

(ب) جناب امیر سے حج فرمایا کہ علیہ تعالیٰ بذات خود جنگ میں شریعت

بیجا نہیں کہو گے۔ دوسری صہم میں علیہ صاحب جنگ اعدہ جنگ چین و

جنگ عیسویہ وغیرہ میں پندار آ رہا ہے ہو چکی تھی۔ ہر دفعہ جنگ کا حال ہے

بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی وہ بزدل کر سکتے رہے۔ دیکھو جنگ لہجہ بیان فرما

علف و شمشادہ جلد صفر ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ بمذاکر کے امثالنا جاسے ہر بیت

شکست کی میدان غالب تھی۔ حجت کا گناہ جنگ نہ تھا۔ آپ نے اہل اسلام و

حوراء سلام کی شہر آشوبی در مخالفت کئے دیا کہ تو حاکم سلام کا سینہ پاس

کرنا محاربتیں سے مخدوب ہوگا اور دوسروں کو بدل کرے گا۔ اس سے دوسرے

مسلمان بھی ہمت سے بچے واپس برائیں گے جس سے صدی سلطنت دیکھ رہے ہیں

ہو جائیگی۔ اسلام کا اعدا تعالیٰ مددگار ہے تیری مدد کا محتاج نہیں یہ مشورہ کی

حج حضرت عمر کی افضلیت پر دلالت میں کرتا۔ اور یہ ہو چکا جانتا ہے کہ بصورت

جداوت حضرت علی علیہ السلام پر مشاورہ دیتے جس سے عمر صحت جی رہی تھی

ہم ہو چکے تھے اس سے کہ وہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام میں مددگار رہے

آپ محمد وغیرہ) کہ اس نے مصیبت کیا۔ اس اعتبار سے پہلانی کے لفظ سے مراد نہیں بنتے ہیں۔ مشارع کے مقصود سے جیسے بطور بکار یہ صورت استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) فتنہ پرد زوں کے امراض کا علاج کیا یعنی بہشت طیفہ ثالثہ طارک سلطنت کو قوی کر لیا۔ اور فتنہ سپرد ہوئے۔ اور ستون مسندت کو کھڑا کیا۔ ستون کچی کو کھڑا کیا۔ یعنی کسے صمد کیا۔

(۳) اس نے اپنا جائزین فتنہ کیا جس سے مراد طیفہ ثالثہ ہے۔ طارک مسندت اس کے ساتھ میں چھا تھا۔ اور چھ فتنہ و سار کو چھوڑا۔

(۴) سنت ہے۔ یا نہ تو قائم کیا۔ سنت ہو یہ مرد نہیں بکری سنت سید مراد ہے جوں تحقیقت مدحت اور فتنہ ہے۔ یعنی اپنا ایک طیفہ قائم کیا۔

(۵) چھ س سے کیا۔ یعنی اس کی طاعری حالت بہشت طیفہ ثالثہ یعنی یہی۔ نہ کہ اس کا ہون جس صاف تھا۔ اور اچھے کپڑوں کا ذکر ہوتا ہے کہ بہشت طیفہ ثالثہ وغیرہ الفاظ ہوتے۔

(۶) طیفہ ثالثہ کی نسبت کم عیب تھا۔ مدح کے عیب تھا۔ اس کا تعلق ہے۔ اس کے بعد کہ یہ عیالہ صورت تسلیم و تاب میں گئے تھے جس جگہ ہوا۔ ثالثہ کے موقوفہ فرمایا ہے۔ کیونکہ لیل العجب ایک نسبت ہے جس سے نظم کو ہر کسی کا عقیدہ ہوتا ہے۔

(۷) مدح کے اس کو باجی ہوا بہشت کے ال و ستار کو پایا۔ فتنہ و سار و شریعت سے پہلے گد گیا یہی عوت ہو گیا۔

(۸) ابی خراساند ہذا ان کے مطابق اس نے خدا کی طاعت کی صیبا کے عبادت چرم انم از میں پڑا۔ تراویح کی طاعت کو رواج دیا۔

متن و متن ہنس کو نہ کیا وغیرہ وغیرہ۔
(۱۰) بہشت عداث و بدعات جاری کرنے میں طیفہ ثالثہ کی نسبت چھوڑا۔ چنانچہ لفظ لیل العجب بھی اس کا مؤید ہے۔

(۱۱) اس کے لوگوں کو پیچ در پیچ رہوں میں بہشتی کی حالت میں چھوڑا جس کے باعث کوئی نگاہ بہشت نہیں پاسکا۔ ورنہ بہشت فتنہ کو طیفہ ثالثہ ہو سکتا ہے یعنی دین کی حالت کو یہ غراب کر گیا کہ تلاشی حق کو اس کے قائم کردہ آثار سے بہشت میں ہو سکتی۔ اور حق کو داخل سے ایسا چھوڑ دینا نہ کر گیا جس سے بہشت یا فتنہ بھی مضطرب ہو جاتا ہے۔

(۱۲) مولف بدالہ سے ہے حیانت و کرم سے کھلے لایستقیں ہندی بیک و بخت بیکت لکھا ہے۔ اور کسی میں بھی برخلاف دیانت فاش نہیں کی ہے۔ اصل پنج الہیہ میں لایستقیں ہندی موجود ہے۔ جس کے معنی ہیں مشا

ہذا فتنہ کو بھی اطمینان نہیں ہو سکتا۔ ان آخری کلمات سے اس کی طرف بھی اشارہ ہے کہ طیفہ ثالثہ سے چھ کس کے درمیان شور سے قائم کرے اور اس میں بہشت گہری چاہیں برتنے۔ حق کے قمع و قمع کر کے عیان کر کے سے مسلمانوں کی

حالت کو خراب کیا ہے۔ ورنہ آخری فقرات میں جناب ابشر کے کچھ صراحت سے مذمت فرمائی تاکہ اس سابق سے سابق کے معنی میں غلطی و فتنہ نہ ہو۔ ورنہ اس صیرت اس سے مذمت طیفہ ثالثہ کو معلوم کر سکیں۔

اقسام بدعت کے اقسام الہیہ کے جوہر سے کئے ہیں ان کے صحیح ہونے کی یہ دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رواج دینے کو بہت پسند کرتے تھے۔

جیسے جماعت تراویح کو رواج دینے ہوئے فرمایا نعمت الہی عہد ہوا دیکھو شکوہ صفحہ ۱۰ باب قیام شہ رمضان فصل ثالثہ روایت بخاری۔

صلح سے ابوجہش تب کو زبردستی بیچ دیا۔ درابو جہش جب سے صلح لیا کہ
 وہ اس عہد خلافت کو نہ بے اختیار کے سپرد کر دیں گے۔ اس کے بعد جب ابو جہش
 سے اسے اور یہ قصہ سنایا حضرت عمرؓ نے کہا یہ بھی لا شرکی ۲ دو گری ہے رسول
 فرست ہو چکے ہیں اب وہ کس طرح کہ یہ سوال وجواب کرتے ہیں۔ یہ کہ اگر وہ بیکر
 سے دھوکہ ملائی کی۔ یہ یہ کہ اس کتاب کو کوئی مردی ہے اور اس کتاب
 ایک اور سند سے روایت ہے کہ جب ابوجہش نے یہ کہہ دیا اور خود کو
 کہ رسول خدا کا بہت پاک سے ہاتھ بیکر ماہرین اور شیوخین اور کتاب
 کر کے ہر ایک کا نام لیکر اس طرح، کو انکھرتیا بانکر ویا عمر اللہ سے حاکم
 میں تو اب تو میں خطہ قمر سوندہ رحلا سے کہ نام کا فر ہو گئے ہو۔ وہیں
 روایات ہیں وہاں دہے کہ اس حضرت صلح کے کف دست کو بھیس گیا تھا اور
 جس پر یہ کلمات لکھے ہوئے تھے۔

(۴۴) سورہ کافی صفحہ ۲۶ کتاب جو میں جناب امام جعفر صادق سے
 قور متالی و انیس اسوا فقہ و افتاء اسوا فقہ و افتاء اور کھشت
 میں نقل تو ہے کہ کسی میں میں مردی ہے فرمایا یہ آیت فلان فلان و فلان
 (میں پانچ کے حق میں وہاں ہوں ہے کیونکہ انہوں سے اول فی صلح کے
 ساتھ ایمان لاکر پھر ہوتے ہیں کہنے ولایت امیر مومنین علیؓ کے کھرا کتاب لکھ
 جبکہ یہ صلح سے جس وقت مولد فعلی مولد مسایا۔ پھر امیر المومنین سے
 بیت کر کے ایمان لائے۔ پھر جن جنات رسول اکرم صلح کے کھرا انکا بیعت
 کیا پھر کھرا انکا میں اور پھر کہنے کہ حضرت علیؓ اور انکے تابعہ رسول سے
 حشر بیعت لیے کی پیش کی۔ پس یہ ایسے ہیں جن میں ایمان کا ایک ذرہ پھر
 نہیں رہا۔ اور ان کی توبہ بھی مقبول نہیں۔

(۴۵) سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے آیت انکھشت
 اند و اعلم ان ابوجہش بعد از تین اہل بیت انصاری کے تفسیر میں مردی ہے فرمایا
 میں حشر کے ۴۔ وہ جناب علیؓ کے کہ لوگ ترک ولایت امیر المومنین علیؓ کر کے
 یہاں سے پھر گئے۔ پھر آیت کہ ہوا اس لایہ منطیہ کوئی حقین لاکر کو نام
 صادق علیہ السلام سے نہیں وہاں کے تابعہ رسول کے حق میں ہیں وہاں
 (۴۶) سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے

- ۱۶۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۱۷۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۱۸۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۱۹۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۰۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۱۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۲۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۳۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۴۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۵۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۶۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۷۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۸۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۲۹۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے
 ۳۰۔ سورہ کافی صفحہ ۲۶ حضرت امام جعفر صادق سے

شہر ہوا۔ ورنہ کوئی مسلمان نہ دیکھا جوں دووں پر غلبہ نہ ہو ہزار ہر
چھوٹے کو یہ رحمت کو دیکھتا ہے کہ ان دونوں نے ہمارے حق غصب کر لیا اور
دوسرے مال غنیمت کے لئے ہم اپنی پست پر نظر کیا ہے (پھر فرمایا) خدا کی قسم
کوئی بیچ اور بیعت ایسی نہیں جو ہم پر آئی ہو مگر یہ کہ بنی واس کی ان دونوں کا
دیکھی ہے۔ پس پھر
اور یہی دیت میں دریا شیعین اور
دعویٰ دیکھا گئے اور ہوس کے اس جہ سے توبہ نہ کی۔ اور اس سے متاثر ہوئے
جان دونوں کے امیر انھوں میں مل گئے ہیں کیا نہیں دونوں پر
اور دوسرا کبر جلد صومعہ میں غرض سے یا اسناد و امین لیا ہوا ہے سے
مروقی ہے قلت اسقامت ہوا الذل والذل قال علیہما لعائن اللہ کلہما
مضیبا و اللہ کا دین ہر کس سالک اعظم ہوس کا ترجمہ غلبہ ہے ان روایت
بڑھنے سے کسی سنی بھائی کو بچنا۔ ص نہ ہونا چاہئے ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے
بلکہ مبادلہ میں کا اتفاق کرتے ہیں کہ روایات سے آپ کو س سے و کھد نامروقی
سیچنے میں کہ س ظہر میں اس کا دعویٰ یہ کہ کتب تیس میں اسی ب کلا کی طرف
وہ ان بیت سے بہت سے باطل ہو جائے۔ اور مظاہر ان جو بہات کے بعد
کئی اہل تہذیب نہ کہہ کر انھیں ہر شے کی طرف بلان کرے کہ وہ اس دور
ان کا جھٹکا بھگت سے دیکھتے تھے۔ ایسی پیشا را حدیث کتب شیعہ میں موجود ہیں
مگر خوف طوائف ہم نے فقط کو مذکور کے طور پر ان ہی پر لکھا گیا ہے۔ اس حدیث کو
صحیح احادیث کے برخلاف اگر کئی خبر واحد کہیں سے ایسی ہے جس سے بظاہر متاثر
میں تشریح ہو تو اس کو شاید اور دیر طرح ساقط من لا اعتبار بہا جائیگا یا اس کا
اس سے مراد یہاں جائیگا جو ان احادیث کے مطابق ہو یا وہ کو کتب شیعہ میں سے
حفظات اصحاب ثنائی پڑائیں ہرگز۔ صاف ثابت نہیں ہو سکتی +

کتب شیعہ ضعیف یا بالکل
کنا اھن لوی لما حق لھما بنت من وصول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بل رضا اسدی ہم اہمیت دوس کے ملاقات و اہمیت پر تسلط کر رہا لاکھ ہم جو
قرابت دوسرے کے پہنچ جاتے تھے۔ نتائج طبری جلد ۲ صفحہ ۲۰۲ میں سیاح کر
کہ دیکھنے اور اسی حدیث کو حقائق سند و سند یہ حدیث اس سے ثابت ہو کر
یہ کہ جس کی حکومت اس قدر دی تھی۔ پہلی عرب حد میں ہے اس قدر
بڑا یہ دخل پنی رائے سے ستر و ہرگز گراہ سورغبات اللہ میں ہے اس قدر
تہذیب سرکار کے اس قدر دین کے قبول کہ نہ تشریح مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۰ میں
حضرت عمر عتقا و جناب میر بخت شیعہ کی زبان کی کہتے ہیں اس طرح کہ حضرت
جناب علی اور حضرت عباس چاہے مول خدا کو کا لب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر
نہیں کہتے تو آپ دونوں سے آپ سے عتقا و میں کہ تو بھڑا۔ بھگوار۔ و غار جیانی
سمجھ رکھی اور جب میں پیغمبر ہوں تو بھی (میرا یہ قتل کا وہ اتمام و روحانی
مردوں کے بچے تو بھڑا گندہ گار۔ و غار زہنیانی سہا ہوا ہے حضرت علی کے عتقا و میں
اور مرقع الہی بکشتا بر حاشیہ تاریخ کامل علیہ و حضرت صومعہ و وہ میں ہے
محمد بن ابی بکر کے خط کا جواب سوا یہ ہے سلیط لکھا کان اولی و داد و نہ ذل
میں بہتر و حقہ و حلالہ عن ہر عیہ دلت انقضا و انقضا لھما دعوا الی
بعثتہما ان لھما عیہما و لھما عیہما لھما و اراد الیہما لھما
اسے محمد بن ابی بکر تم جو مجھے حضرت علی کی بیعت اور انہوں کی بیعت کہتے ہو
تم کو معلوم نہیں کہ سب سے پہلے بیٹے خاندان طور پر حضرت علی کا حق لیا وہ تیرا آپ
ابو بکر و اس کا دوست عمر و دونوں ہی اس پر دونوں متفق ہو گئے پھر انہوں سے

معاذ اللہ وحمل لہما قص رسول اللہ قلیا من اہلہ و اولیہ و کالیہما عنہما
 بساطۃ احد و ابی عینہما قیوما و لو اذینا و ابی اللہ لکیا جادۃ الفریقۃ
 وان یجوز لکفر و یسود لدین یغیرنا فہم یرون علیہ لہم فی حشر
 علی قرآنہ جس بد وقت ہی معلوم ہے کہ ہم ہی صلوات اللہ علیہ و آلہ و
 ہر ہمارے ساتھ کون آنے یا شایستہ میں جھگڑا کرے ہماری قوم کو
 سنے اس بات کا انکار کیا اور ہمارے غیر کو سردار قرار کیا۔ خدا کی قسم اگر چنانچہ
 اپنی قوم کے اولادوں کے نزدیک ہوئے اور اسلام میں ہمارے کافروں کو ہم
 اور کچھ نہیں کیا کرتے پس ہم نے اس بیچ والہ پر صبر کیا۔ نتیجہ یہ ان میں رہتے
 کہتے ہیں کہ خلافت علیؑ خلافت خلفائے ثلاثہ کو خاصا اور
 ظالم اور جبریت تھے۔ اور آپؑ کے خلاف ظاہر فرماتے رہتے اس کو ایک
 چنے استحقاق کا پکوانین تھا کہ خوف اختلاف و ارتداد نہ ہوتا تو جنگ بھی
 کرتے۔ اور یہ کہ خلافت کا ذکر آپؑ ایک دردناک مصیبت تصور فرماتے
 تھے جبر صبر فرمایا۔ اور یہ کہ شیخین کو آپؑ کا زب آئم۔ وغاد۔ فائن جیتے
 تھے۔ اور یہ کہ حضرت عمرؓ کو اس بات کا اقرار تھا کہ حضرت علیؑ پر ظلم ہوا ہے
 اگر ماؤ اس نے اس کا قمارک نہ کیا ہ

جناب علیؑ کا اپنا مذہب کی کتاب تصور و خبر کافی میں صفحہ ۲۹ پر بتایا
 اور شہادت پر اعتراض۔ میرا مومن علیؑ لڑتے کا ایک خطبہ
 مروی ہے جس سے دسب علیؑ کافی روشنی ملتی ہے یہ خطبہ جناب نے
 اپنی اپنی بیت اور اپنے خواہش کے ساتھ شہادت فرمایا جس کا خلاصہ ترجمہ
 ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں مجھ سے پہلے حکام نے ایسے اعمال کو

مرواج دیا ہے جن میں آپؑ نے نہایت رسالت مآب صلوات اللہ علیہ و آلہ و
 کی ہے اور رسول خدا صلوات اللہ علیہ کے عہد کو انہوں نے عہد توڑ کر خدا راہ لی ہے
 جس سے سنت نبویؐ کو تبدیل کر دیا۔ یہ اگر میں اس لوگوں کو اس حکام کے
 پیدا کردہ بدعات کے ترک کا حکم دوں اور تمام سختیوں کو اصلی طرز پر جاری
 کروں جیسا کہ رسول اللہ صلوات اللہ علیہ کے وقت میں جاری تھیں تو میرے لشکر کے سب
 لوگ مجھ سے جد ہو جائیں گے۔ اور میں کیا کروں گا یا میرے ساتھ دو حضورؐ
 جماعت خود کی نہ جانیں جنہوں نے میری ذمیت اور فرض امامت کو کٹا کر
 و سنت نبویؐ سے کوئی بچہ لیا ہوا ہے (ضعیف الاعتقادوں کے شامل کئے
 گئے) فاکرہ تھا دشمنوں کے مقابلہ میں ظاہری جمیعت لشکر کا رعب اور اثر
 ایسا نہ ہو کہ جماعت غیر مسلمین پر ایمان ایسا عمل کریں کہ وہ بالکل ہی
 ہٹ جائیں۔ چنانچہ نبی صلوات اللہ علیہ کے لشکر میں بھی اس قسم کے لوگ شامل رہتے تھے
 پھر فرمایا خود کہ اگر میں مقام برابری کو اس مقام پر رکھوں جیسے رسول اکرم
 صلوات اللہ علیہ نے رکھا۔ ورنہ نہایت زیادہ صبر و صلوٰۃ اللہ علیہما کہتے ہیں
 کہ وہی۔ اور پھر یہ صبر رسولؐ کو اسی مقام پر رکھوں جیسے رسولؐ نے
 صلوات اللہ علیہ کے زمانہ میں تھا۔ ورنہ ان لوگوں کو جو رسول خدا صلوات اللہ علیہ کے
 مقرر ہوئے تھے اسی طرح واپس وادوں اور حضرت صلیبیہ کی جو علیؑ سے
 سے نکال کر کش کے وادوں کو وادوں اور جناب علیؑ کے پیرے تاق ہو چکے
 ہیں ان کو جمع کر دوں۔ ورنہ خود لوگوں کو جان کی کڑائی لگتی ہے ان کے
 خاندانوں کے پاس واپس کرادوں اور اولاد علیؑ کے خاندانوں اور زمین
 خیر تاق تقسیم شدہ کو واپس کر دوں اور حضرت امامت کو جائز کرادوں جیسا
 کہ جناب رسول اللہ صلوات اللہ علیہ دیتے تھے دیکھ ہی برا قسم کروں اور جو دلقند

پہلے حکام کے زمانہ سے پہلے طوطے کے ہیں ان کو ایسا نہ کہے کہ ان کو اور
 احکام از واداع کو جیسا کہ چاہئے تھا وصفت کر دیں اور جس سے اس کا
 صلہ ہو جیسا کہ احمد بن محمد نے منکر دیا ہے اس طریق پر جاری کروں اور مسجد
 صوں اور صلہ کو اصل بنا کر جاری کروں اور مسجد کے دروازوں کو درست
 کروں جو بند کئے گئے ہیں ان کو کھول دوں اور جو کھلے گئے ہیں ان کو
 بند کروں اور مسجد میں سجدوں کی وصیت کا حکم جاری کروں اور شراب پیئیں
 چھینے پر جاری کروں اور شہر، راج و متوہدہ کو مدینہ کے دروازوں اور جنانہ
 پر پہنچنے کی وصیت کا حکم جاری کروں اور لوگوں کو ساری باتوں کا راستہ ہمراہ
 پر ہونے کا ضروری حکم دوں اور جس کو رسول خدا صلعم نے اپنی مسجد سے نکالا
 ہے اس کو میں بھی نکال دوں اور جو رسول خدا صلعم کے بعد سے نکالا
 گیا ہے اس کو وہاں سے نکال دوں اور اصل احکام قرآنی پر چلنے کا ان لوگوں پر
 حکم جاری کروں اور طلاق کو بطریق سنت رواج دوں اور وصیقت کو
 ان کے اصل احکام پر رسول کروں اور جو وصیقت و عمارتوں کی اصل
 صورت پر پھیر دیے کا عام حکم جاری کروں اور آل خزانہ کے اپنے
 مقامات پر واپس کر دیں اور ان کے قیدی غلاموں کو واپس کر دیں یعنی
 آزاد کرادیں اور سب لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول مقبول صلعم
 کی طرف متوجہ کر دیں قرآن کا لگاؤ و پختہ کر دیں تمام لوگ سب ہم سے دور ہو
 جائیں گے خدا کی قسم میں نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ رمضان شریف میں انفاق
 کے بغیر نہ روزہ رکھیں اور ان کی حاجت نہ کریں کیونکہ یہ بدعت ہے میرے منکر
 میں سے جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کر رہے تھے پکارا بیٹے کہ سہارا
 دیکھو حضرت عمر کی سنت تبدیل کیا ہی ہے یہ ہم کو رمضان شریف میں نماز توہل

سے منع کرتے ہیں اس سے مجھے یہ خوف پیدا ہو گیا کہ میرے منکر میں اشتغال و
 بے وقوفت پیدا کرتے ہیں میں خدا کی طرف اس بات کی شکایت کرتا ہوں جو لوگوں نے
 تفریق پیدا کر دی ہے اور جو انہوں نے ایسے اعمال کی پیروی اختیار کر رکھی
 ہے جو لوگوں کو گمراہ کر دیوے اور دوسری طرف بھارتیہ کر دیں۔ اور جس کو ایسا
 و لکھتے المستعان علیہ من ظہرنا انما حول ولا فوق الا بالیہ علیہ السلام
 نتیجہ کہ اس جملہ حضرت امیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد و قاتل علیہ السلام
 اکثر احکام شرعیہ کو غلطاً و ثلماً نے تبدیل کر دیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں
 عرصہ دراز سے دینی بدعات و احداث بجائے سنت نبوی راجح و مطہر ہو چکے
 تھے اس کے مخالف اصل میں نبویہ کہ بدعت گمان کرتے تھے اس کی مثال
 یہ ہے جیسے شرح تہذیب الاملاہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ مطبوعہ مصر میں علامہ ابن
 ابی الحدادی نے لکھا ہے کہ جب عمرو بن عبد الرحمن نے حکام ہوا میں نے حضرت علی
 پرست و شتم کو جو معاویہ بنی امیہ کا دوست تھا بند کر دیا۔ امیر لوگوں میں یہ مشہور
 ہو گیا کہ اس نے سنت کو تبدیل کر دیا ہے اور وہ چاہا یہ کہ لوگوں کو کہہ دے کہ نام
 رعایا پر حاصل نہ ہو تھا اس لئے احکام صیغہ کو عمل طور پر جاری نہ
 کر سکے مگر چونکہ اس میں جو میں جاری رکھے۔ چنانچہ ہم نے اس کو فکاح العجاہ
 جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ میں جو اخباری محدث شیخ البیہاری جلد ۲ صفحہ ۳۰۰ و
 صفحہ ۳۱۰ بیان کیا ہے وہ وہ چاہا امیر چند مسائل جیسے منع حاجت قرآن پر دعا
 بیع اہم و لدیس لوگوں کو آنا چکے تھے کہ یہ بڑا فاسد ہے مثلاً کسی حکم شرعی پر
 عمل نہیں کرتے۔ بلکہ مشغول مکر فساد برپا کرتے ہیں ہذا احکام صیغہ کا کما
 قریب جاری نہ کر سکے اگرچہ اپنے مذہب مختار کے احکام ظاہر فرماتے رہے۔
 چہرہ ہم اس کی مثال یہ ہے جیسا کہ علی بن ابی طالب نے منافقین کو جس خوف

سے قل نہ فرمایا کہ لوگ باقی بنا میں گئے دیکھو جناب بھی معلوم ہوتے اصحاب
مقتول کر رہے ہیں حالانکہ قرآن حکم صحت تھا جاہل الکفار والمنافقین
واعطی علیہم مذکورہ بالا وہ جو عدم نقل منافقین کی حدیث بخاری صحیح
فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۳ وکنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ میں ملاحظہ ہو۔
اور جیسا کہ آنحضرت معلوم کو نہ کجیک درستی پر صابر کے مرتد ہونے کا اندیشہ
تھا اس لئے اس کو اصل بنا پر ابھی پر حقیر نہ کر سکے۔ دیکھو بخاری صحیح فتح
الباری جلد ۲ صفحہ ۹۰ و صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۳۸ و رد المحتار جلد ۱ صفحہ ۱۳۸
طراز استدلال نمبر ۱۰ طراز استدلال حدیث صدیق (صدیق کی اصابت
محرقرہ سے کسی نے کچھ اگر قرار کے جعفر ہندی سولے کا کچھ نفی و نگاہ
ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا اے درست ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق کے پنی نکاح
پر چاندی کا زور لگایا تھا۔ لہٰذا سولے کہا گیا آپ ابوبکر کو صدیق فرماتے
ہیں؟ آپ غصہ میں آئے اور اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھے اور فرماتے گئے اے
صدیق اے صدیق اے صدیق الخ۔ مجمع الاوصاف صفحہ ۳۲ و حقیقتاً کہ
شیخ جعفر دوم صفحہ ۱۵۵ و بدرا الدجہ صفحہ ۳۳ و فتح الشامیہ صفحہ ۱۹۲۔

ابطال استدلال نمبر ۱۱ کشف الغم کتاب شیوہ میں عبارت ابو الفرج
بن ہوزی معصب علی ماہی کی کہ نبی صلوٰۃ اللہ علیہ
کہہ دے کہ نبی ہے جو لغو ہے نقل کفر نہایت چار کے بر خلاف محبت
ہیں ہو سکتی۔ دیکھو کشف الغم مطبوعہ ایران صفحہ ۲۲۰ اس عبارت کے
آؤ نکھا ہے ہذا احد کلام ابن الجوزی اور نیز ہی عبارت بحوالہ صفحہ ۲۲۰
ابن جوزی فیصل اللہ عنہ ابن صباغ مالکی جلد ۱ صفحہ ۲۲۰ میں ملاحظہ ہو اور ملاحظہ

صواعق محررہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲ میں بھی ردی ہے پس شیوہ ہی کو امان نہ کرنا
سے یہ عبارت ابن جوزی وغیرہ شیوہ کی بن گھڑت ہے۔ جہوں اعداد و شمار
کہ صرف شرب کر پیتے ہی علماء و شریکے تو اکثر اظہار پر جھوٹ باندھتے ہیں انکے
شرم آتی ہے۔

طراز استدلال نمبر ۱۲ اگر ملاحظہ فرمائیے حضرت جعفر طیار تفسیر فی ظلال آیہ کریم فی الزنا
صفحہ ۱۵ میں ہیں ان الفاظ حدیث امام جعفر صادق سے مسلم
ہے کہ حبیب بن جعفر نے حضرت سلمہ فارسی سے کہا کہ اگر اس حدیث میں کوئی کلمہ
روایت میں ہے اور اس کے ساتھ ہوا ہے اور وہ روایت میں کلمہ ہے اور میں
دیکھ کر کہ اس راوی نے کلمہ دل میں نہیں ہے۔ ابوبکر سے کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ نے اکی آکھ کر یہ واقعہ تحریر نہیں ابوبکر مدین سے سب کچھ دیکھا پھر حضور نے
فرمایا تو صدیق ہے اس حدیث سے عقب صدیق ہونا ظاہر ہو۔ حقیقت مذہب
شیوہ دوم صفحہ ۱۱۔

ابطال استدلال نمبر ۱۳ یہ روایت تفسیر قمی صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ ایران تفسیر
صفحہ ۲۶۶ ابوالخیر الفاخری جو حدیث ہے جس کے آخری عبارت ان الفاظ مولف حقیقت کے
ویدہ و اذنتہ من اللہ دینے کیلئے چھوڑ دئے ہیں جن سے یہاں صداقت و فضیلت ظاہر
اہل کی حیثیت ثابت ہوتی ہے لکن ابتدائی حصہ میں ابوبکر صاحب کوفہ میں تھا
سے اس قدر لڑے ہوئے کہ یاد رکھیں دینے ہی مسلم کے اسکو آرام نہ ہو انکے لیے
جسکی وجہ سے حضور معلوم نے اس کے خیال تبدیل کرنے کیلئے کئی کئی کلمے کا سہارا دیا
اور آخری فقرہ تفسیر قمی وغیرہ میں ہے فاضل تلمذ الساعی اللہ ساحر
ترجمہ ابوبکر کے کئی حضرت جعفر طیار کو دیکھ کر اس وقت اپنے دل میں بخان لیا۔

کہ وہ (جی) اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دو گزیت۔ اس عبارت کو صرف صحت رویت
دیکھ کر بالائے حیا نہ کرنا چاہئے کہ اس کے ترک کر دیا ہے۔

دینا بھی روایت جیدہ کتبہ مذکورہ بالا میں اور ساتھ ایک اور روایت مگر
خلافات الصلوٰۃ بجز تفسیر میں اور کتاب میں نہیں ہیں اور تفسیر میں
کی اس روایت مذکورہ سے ہذا روایت قابل حجت نہیں۔ آخری اختلاف
مذکورہ مذکورہ قس کے ہیں۔ فقہانی تصانیف میں حدیث اہل صحرا اور
بہدائی حدیث کا ذکر نہیں ہے، یہیں ذکر میں کیا۔ وہ بارچہ اور کمر کے
انتقاد رسول کو اس سبب کے خلاف انہوں نے اس کے موافق نہیں ان احادیث
لگا دیا ہے۔ جو عقل و فہم کے خلاف ہیں۔

(ج) بڑی تفسیر کتبہ الصلوٰۃ اس کا یہ حدیث کریم ہو کر صاحب نے
مذکورہ دونوں حدیثوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کے معنی میں
بہت زیادہ معلوم کیے اور کتبہ کے ساتھ کوئی ایسا اعتقاد رکھتے ہوئے سلیمین
اور مسکن بن صیفا کے نقل و نقل میں مخالف کیلئے بطور نگار کیا ہو تو یہ اس
قسم کے طرقات کا خلاف ہوتا ہے۔ یہاں ذکر میں نہیں ہے۔ چوں کہ تالیف کے
مطابق فقہان اس اصحیح اور یہ روایت نقل و نقل کے ساتھ جو شخص رسول
برحق کے معجزہ دیکھنے پر اسے حادہ و متقاد کرے اس کو تو فیہ الصدیق کا متفق
اسے میں اصحاب عطا دے جسے معلوم ہو اگر یہ کلام اس روایت میں واقعی
ہو جائے تو بطور الزام اور حکمت حکم مذاق ہو ہے۔ برائے تمام مسلمان
مذاہب ملاؤں کو یہ روایت کے نزول کے اپنے پیش پائے کا ذریعہ اور اہلیت
پر حجت ہو لیا ہو کر رکھا ہے۔ منہج اتفاقاً اور جہاں کسی سے تو ایک جا راہط
صدیق پر پیش کیا جاتا ہے اس میں ہی صلوات اللہ علیہ کے ذریعہ سے حلیہ دل کو

اور ثانی کو فاروق نہیں ہو گیا بلکہ جس میں سے شیعین کی طرف سے کسی کو دی ہے
یہ کہہ دیا جاتا ہو اس کا کتنا حقہ نہیں دیکھا اصل روایت ہے۔

طراز اسلام (حدیث کہ جس) شیخ کی مع الکتاب اخبار ائمہ جس میں
صفحہ ۲۷ پر مسطور ہے حدیث سے روایت ہے کہ کتب
مذکورہ کے لئے ہم سوال لکھنے کے ساتھ مذکورہ اخبار میں کمال کمال کو
مقبول کیا گیا کہ مذکورہ اخبار تھا اور کئی۔ اور سو فیہ اصحاب کتبہ ابو بکر و عمر
عثمان و علی کے علاوہ ایک چوتھی صحابہ جبریل و ابی الدرداء سے جمع تھی اور حضرت
اس سے حدیث کے وقت بیان اس حدیث کے بھی درود میں سے مذکور اس حدیث
میں ذکر کیا تھا اور جمع الاوصاف صفحہ ۱۲۷ اس عبارت کے بعد جمع الاوصاف
میں مذکور ہے حدیث روایت تھی کی لکھی ہے۔ اسے حدیث مذکورہ جاکر نہیں تفسیر
کر تھی۔ حدیثین اور وہ تفسیر (ج) حدیث صفحہ ۳۰ میں جو تالیف طبری کے مسطور
ہے کہ حضرت علی دہلے میں سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاں جہاں سے کہ ایک بار
سے ہنشت کی جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرار کیا کہ کوئی ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی
در حدیث اور تفسیر کے۔ انتہا ہے۔

ابطال استدلال اس حدیث کا لکھنا عادی کا اپنا خیال ہے اور اخبار
میں دو صورتوں میں سے مقبول ہے یعنی حدیث اور
وہ تصانیف کے لکھنا ناہرگ نہیں یہ مولد جمع اوصاف کا اپنی طرف سے ہو رہے
اور اس عبارت کے زیر میں یہ فرق و تمایز حدیث اور تصانیف کا ملاحظہ ہو سکتا
ہے کہ کیا اس پر علاوہ چھاب اور یہ کہ جماعت ہمارے میں واقف بھی تھی۔

(ج) احتجاج طبری کے کلام میں ابو بکر و عمر و عثمان و جماعت ہمارے میں واقف
مفسرین کا ذکر نہیں ہے بلکہ مخالفین کے لئے اس کو کمال حجت نہیں اور اخبار

سے پوچھنے کی حاجت پڑی۔ یہ مقدّمی محال ہے (اسی طرح علیہ سنیوں کے علامہ ابن ابی الحدید شیعہ شیخ المہاجر جو اصغر و مہاجر و ایران میں اس حدیث کا شریح ہونا تسلیم کرتے ہیں)

یعنی بن اکثم۔ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر و عمر و بن ہریرہ ہیں جیسے آسمان پر جبریل و میکائیل ہیں۔

امام علیہ السلام۔ یہ بھی قابلِ خود ہے کہ جبریل و میکائیل دونوں مغربِ قریش میں نہ ہوں گے کبھی ایک جو بھی خلافِ طاعت الہی تا فریق نہیں کی اور ابو بکر و عمر سے ان کے ساتھ شریک کیا اگرچہ یہ وہ اسلام لائے مگر اکثر راویان کا شریک نہیں گذر رہا حال ہے کہ خدا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب و مشغول سے پیشرو یہ بھی بن اکثم۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دونوں پشت کے پوتوں کے سردار ہونگے آپ کا اس میں کیا اعتقاد ہے۔

امام علیہ السلام۔ یہ بھی محال ہے۔ کیونکہ اہلِ بہشت جو انہوں ہونگے ہند چہ نہ ہونگے اور اس خبر کوئی امید سے اس حدیث کے مضامین مخالف (طبع کرنا ہے جس میں رسولِ صلعم سے فرمایا ہے کہ حسن و حسین دونوں جو انہیں بہشت کے سردار ہیں۔

یعنی بن اکثم۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عمر بن خطاب بہشت کا چراغ ہوگا۔

امام علیہ السلام۔ یہ بھی محال ہے بہشت خدا کے مقرب و مشغول اور حضرت آدم و حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیاء و مرسلین علیہم السلام کے اذکار سے مفعول نہ ہوا و رسول حضرت عمر کا محتاج رہے۔ دینی مسلم کو خدا کا لئے لئے سراپا میں کیا خطا ہے۔

ابو ایسا البیضا نا اولادنا شاہد و مہاجر و اندیز و داہیا الی اللہ بقولہ و سی ایضا منی و تو حالِ جدی کی موجودگی میں حضرت عمر کے پورا حق کیا ضرورت ہوگی یہ۔ گوئی کا افسانہ ہے۔ اس حدیث کا مضمون یہ نہ ہونا چاہیے جو علیہ السلام ہے

دیکھو میرزا! لا عدال جلد صفحہ ۷۳ حیدر بن یوسف المہاجر شریح قرآن ابو نعیم حداد یا اہل خلاف لکھتے ہیں۔ (انہی جبر کا بیج)

یعنی بن اکثم۔ یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ بنان حضرت عمر کی حق بولتی ہے۔

امام علیہ السلام۔ لست بمکر فصل عمر دیکھا یا مکر افضل من عمر حال

عمر اس المہاجر فی شیطان یعنی بنی دامت صمد و صمدی۔ ترجمہ میں

عمر صاحب کی فضیلت کا انکار نہیں کرونگا لیکن اب اگر لے جو عمر سے افضل مانا

جاتا ہے برسرِ تیرہ افراد کی ہے کہ میرے ساتھ شیطاں ہے جو بچہ پڑا ہوا ہے

جبہ میں حق سے پھر عاؤں تم بچہ میدا اور درست کرو یا گرد اس روایت ان

ن شیطا نا کا ثبوت کتب سند سے دیکھنا ہو تو فلک البخا دیکھو امام کا

مفسر یہ ہے کہ عمر صاحب جو بچہ کم دہرہ ہیں کس طرح شیطاں تسلط ہے

بچہ کہتے ہیں کہ ان کی زبان سے بچہ نکلتا ہے اور عمر صاحب کے غلط

کرتب بڑھیا عورتوں تک میں کونسی تھیں کس طرح مانا جاسکتا ہے کہ ان کی

زبان سے تیرہ بچہ نہیں نکلتا تھا سو خود قرآنی ہیں کیجئے ہر کس طرح کا

زیادہ واقع ہے۔ اور کہا کہ تھے لعل لعل نظر دیکھو فلک البخا بیان کیا

یعنی بن اکثم۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میری

کسی بیوی نہ ہوتی تو میرا بچہ نکلتا جاتا۔

امام علیہ السلام۔ حالِ کتاب اس روایت سے زیادہ بھی ہے۔ اندھا غیانی فرمایا

ہے ہم نے بیوی سے حدیث بچے سے اور حضرت نور سے جب بیویوں سے حد

دیا گیا کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حد کو توڑ دے اور شیطان

بی بیوں سے غرض ہمیں میں ہی شریک نہیں کیا۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ

اس کو بچی کرے جس کا اکثر شیعہ زندگی شریک میں گذر رہے (پھر سال بنی مسلم

بہت گھڑیاں گئے کیونکہ اس سربراہ کو جس دیکھ کر سے انہماک کر رہا اور
 جانگیز میں ملے تھیں۔ پس ہر شہر میں اس قسم کے بہت لوگ ہو گئے جو اپنے مرتبہ
 دنیاوی کی خاطر مدینہ بنایا کرتے تھے۔ پس ایسا کوئی شخص ہے جس نے آدمی
 نہیں مٹا جو ہلکا رہے وہ کہے پاس اگر عقلیت اور تقویت از روایات میں کی
 روایت کی ہو اور اس کا نام حضرت تقوا غاروں میں رہ لکھا گیا ہو وہ وہ تفرقہ
 نہ سمجھا گیا ہو۔ پس کچھ زمانہ یہی صورت رہی۔ پھر معاویہ نے اپنے بھائی کو
 اٹھائے انھوں نے عثمٰنی قتل کر دیا وہ قتل کی صورت میں قتل ہو گیا۔ چنانچہ
 راجحہ فاذ جاؤ کہ کوئی شے کا دعویٰ انہماک اس کی روایت کی وضاحت
 النصحاۃ والمصلحۃ الاولیٰین ولا تنکروا خیرا جو دیر سے احمد بن
 المسامین فی الزیاد و ذی غنایہ سے فی النصحاۃ معتقلہ فاع
 تھیں احب الی وافر لعین وادحض ہجرت الی تواب وشیوہ یعنی
 یحرم ویرتہ یکم جاری کیا کہ میرفتار کے مارے میں حدیث فضائل
 کی بہت شے ہو چکی ہے۔ اب میرے اس حکم پہنچنے کے بعد لوگوں کو اس کا
 حکم دو کو فضائل مطہر صواب اور پیچھے صفا کے روایت کریں۔ در کوئی
 ایسی حدیث نہ چھوڑو جس کو کوئی مسلمان ابو تراب (علی) کے بارے میں
 روایت کرتا ہو۔ مگر یہ کہ جس کے خلاف تھا علی ہی چاہتی تھا پھر کروہ باقی صواب
 کے فضائل پر دیا ہو۔ پس میرے نزدیک بہت بہتر اور بچے زیادہ پسند
 ہے۔ روایات دلائل ابو تراب اور اس کے پیروں کے قتل میں کافی
 صاف ہے (اس کے بعد لکھا) نہایت اخبار کثیرہ فی صاحب القضاۃ
 معتقلہ لا حقیقۃ لہا دجلہ اس کی روایت مانا ہے کہ جھٹکا الجھٹکا ہے
 یہ میں نے قب سے سمجھا ہے بہت حد میں چھوٹی اور بناوی ایسی روایت
 کہ جس میں کوئی حدیث نہ تھی۔ در لوگوں نے اس میں کوئی مشکل نہیں کہہ کر دیا
 کہ دیکھو یہ صریح ہے

روایتوں میں سے کسی بھی حدیث کو روایت کرنے سے منع ہے

طراز استدلال میں ہے کہ حقیقت مدینہ میں ۳۰۰ مسیح عساکرین سے پہلے
 چلا۔ بہت دیر سے مدینہ میں ہو کر آج کل دلائل شریعہ میں مدینہ میں
 کہیں سے نہیں آیا۔

ابطال استدلال اس کا جواب جنہوں امام اسلام استدلال ہرم کے
 آخری فقہانہ زمانہ میں کاسے ۱۰۰۰ عکرا سلام سے اس کا کمال ترقی قرار دیکھ کر یہ
 فرمایا ہے۔ یہ روایت شیخ کی مساویہ ہرگز ثابت نہیں بلکہ علمائے حق میں شریعت
 تفسیر و بیان میں جو حدیث لکھی تھیں اس کے ساتھ اس میں ابو کریم قرابہ و مساویہ
 کمال احمدیہ شہدتم در کجائے جس دینا دعوت۔ اقل عبارت و کلام و اس
 کوئی تفسیر نہ ہو کر کسی روایت میں شیخوں میں نہیں پائی گئی اگرچہ کچھ تفسیر
 و تاریخ شیخوں میں جو حدیث نہ تھیں بلکہ کلام شہد و بین اختلاف
 احوال تھا جس میں جس گھر ہمارے ہر طرف محبت میں ہو سکتی تھیں جیسے قرآن
 میں ہے لا تقربوا الصاۃ واربے اس سے کہن عقلمند یہ بھی کہتے ہیں کہ سن
 کے میں باہر دیکھ کر آیات قرآن کی پروردگار کی نے اور کوئی لانا نہ پڑھتا اس
 عبارت پر کہ لا تقربوا الصاۃ واربے یہی ہے جس کو شیخ نے تسلیم کیا ہے۔ دیکھو کہ یہ تفسیر
 صریح ہے ۱۰۰۰

طراز استدلال میں ہے کہ انھوں نے انہماک کتاب در روایت حقیقت
 مدینہ میں جو سفوف اس حدیث میں جامع البیان سے متواتر ہے حدیث میں مدینہ
 را و مدینہ سفوف وادہ وایشان را اہل باب مستطاب اعلیٰ شہد تعالیٰ نہ تھیں
 زارش فرمودہ

ابطال استدلال کہ غرضتہ پہنچ و جمع البیان میں مدینہ عبارت کی شہد کی بنا
 سے موجود ہیں و اس کا جواب یہ ہے کہ جو یہ حدیث نہ تھیں دیکھو کہ یہ حدیث

[illegible][illegible][illegible]

یہ مثنوی بہر تادیعہ سے خان کمال ایمان کی عیسیٰ میں ہے جس سے اس کے کہ مثنوی
 ہوا دیکھو اور کلمہ شریف میں گامیابی حاصل ہو۔ ملاحظہ ہو بیت سورہ متحن پانچواں

یہ لفظ "درجہ" ہوا اور اس کو مع مرتبہ عہد خوار و معقول ہوئے اسے "درجہ"
 یا "درجہ" کہا گیا۔ عہد میں صحت و تندرستی اور تندرستی اور تندرستی سے
 نجات کے لئے "درجہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی گئی۔ یہ کتاب "درجہ" کے نام سے
 تو بہت نامور اور تندرستی کے لئے ایک کتاب ہے۔ یہ کتاب "درجہ" کے نام سے
 اور اس کتاب کے نام سے "درجہ" کے نام سے "درجہ" کے نام سے "درجہ" کے نام سے
 لکھی گئی۔ یہ کتاب "درجہ" کے نام سے "درجہ" کے نام سے "درجہ" کے نام سے

[illegible]

۲۹۔ ۳۰ میں جاہر اسقل بن یزید اس کے راوی ہے کہا میں نے اسے صلیبیوں سے ملایا

[illegible]

و پڑا ۱۰ کو کچھ عرصہ تک ان کی امتیاز منکر و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و
نہایت انصاف کے لیے ان کی مملکت آج کل ان کے انصاف و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و
و پڑا ۱۰ کو کچھ عرصہ تک ان کی امتیاز منکر و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و
نہایت انصاف کے لیے ان کی مملکت آج کل ان کے انصاف و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و
و پڑا ۱۰ کو کچھ عرصہ تک ان کی امتیاز منکر و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و
نہایت انصاف کے لیے ان کی مملکت آج کل ان کے انصاف و بارہ شکر کے بارے میں ان کے انصاف و

بہارِ اُردو کی تعلیمی حالت : ۱۹۷۹ء میں پاکستان کے تعلیمی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے

سہ را کوں کا نام نہیں تو اب تین کر ذکر احتیاجی و علیہ سہ را تسمیہ کر گئے۔
 واداء اداء (احتیاج) لفظ الاصطلاح (۴) قرآن کریم جو کلمہ ثبات واداء
 ہے وہ سبب تنویر ثبات الدلت (خزانہ روضہ) کے جمع کے معنی میں ہے نہ کثرت
 و خزانہ کہنے سے کہ ثبات کے بیان میں حروف تہجی کے ساتھ تکرار کیا گیا ہے
 وہ دہریوں کہنے کوئی الگ حکم حرمت واداء میں ہوا۔ اس سے ثابت ہے کہ وہ دہریوں
 پر سببوں کا اطلاق بخلاف عربی میں ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ جواب زیر اہل بیت
 کی فضیلت علیہم السلام کی تعلیمی کہ مایہ کلمہ ثبات واداء ہو چنانچہ حدائق بنی
 دلت چکا نہ کہنے والا اور سہ را ضرب جمع سے لیا ہے (۵) ان پر سہ را کہوں
 حضرت زینب ورجہ و ام کلثوم کا کلمہ ہر کلمہ سے کلمہ سے کہا ہے کہ واداء
 روایت سے اگر ان کو فارسی یا عربی یا حضرت عثمان بھی لے سکتے ہیں یا مثلاً یہ زینب
 عربی واداء کو اپنے مرتبہ مقام پر پہنچی اور حضرت عثمان واداء کو اپنے
 مقام پر پہنچے۔ فقہ نسرخون سورہ تحریم میں ملاحظہ ہو۔ نیز یہ کہ وہ دہریوں
 حضرت فریح واداء کا ذکر ہے جس مطلق زینب سے پہلے دہریوں کو فائدہ
 دیا اور نہ وہ دہریوں سے واداء کو فائدہ پہنچا حضرت عثمان بڑا اپنے اعمال و
 ایمان صاف رکھنے کے لحاظ زینب سے کہ فائدہ لے سکتے ہیں۔ حضرت زینب
 علیہ السلام واداء سے کمال الش کے کہہ کر ہوا۔ و حضرت زینب کا کلمہ حضرت عثمان
 سے بھی بجا ہے ان کے کہہ کر قبل اہل بیت ہو۔ دیکھو تاریخ، فہمہ ص ۱۰۱ و براہین
 قاطعہ ترجمہ ص ۱۰۱ و تاریخ الفہمہ ص ۱۰۱ و کتاب سید الشہداء حضرت
 ام کلثوم کا کلمہ حضرت عثمان سے پہلے کلمہ سلام کے ہوا۔ ان پر وہ دہریوں کا
 کلمہ پہلے علیہ وعلیہ کا دوسرا (ابوہب مشہور کا دہریوں کے ساتھ ہوا۔ و کلمہ
 احمد بن حجر طبرانی ص ۱۸۹ و استیعاب سہ را ص ۲۹۹ و تاریخ الفہمہ جلد ۲

و روایت ماہاب: فیروز کتب سبز۔ تعلیل میں کہ کتاب تلک شفاء ص ۳۶
 حایت ۱۰۰ میں چکا ہے کہ کلمہ کا دوسرے کے ساتھ جائز ہے اگر وہ اپنے نفس سے
 سب احکام اسلام کی کو بظاہر پہنچا ہوا۔ اور بظاہر برکت علی کریم علیہ السلام کے ساتھ
 ہو سکتا ہے (۶) نہایت کا۔ و ظاہری سلام پر سے جو ظاہر و باطن کے پر شہدہ ہو
 اور بظاہر پر وہ دوسرے سطحوں کی طرح احکام اسلام کا قائل و عامل ہو اس سے کسی غلط
 جائز ہو سکتا ہے۔ اس کا سرٹ یہاں ان کو متا جا رہا ہے۔ اس کا دوسرا دل محفوظ
 ہو چکا ہے۔ اس کی بات احمدی ایمان پر موقوف ہے۔ وہ دوسرے کے غلط فہمی
 مسلم کر دیتی ہے۔ اس علم پر اسلام سے وہاں میں قائل ہو سکتا ہے۔ دیکھو ہمیشہ
 کتاب الفہمہ ص ۲۸ و مرقع الفہمہ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۱ ص ۲۰۹ و ۲۱۰
 تفسیر رسول اللہ ص ۲۰۹ و الفہمہ ص ۲۰۹ و الفہمہ ص ۲۰۹ و الفہمہ ص ۲۰۹
 کا فی ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰
 لاسلام۔ ان کے عید المتکا و الفہمہ ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰ و الفہمہ ص ۲۱۰
 و اجتماع ہری ص ۱۸۹ و الفہمہ ص ۱۸۹ و الفہمہ ص ۱۸۹ و الفہمہ ص ۱۸۹
 یہاں دوسرے دہریوں کا کلمہ و الفہمہ ص ۱۸۹ و الفہمہ ص ۱۸۹ و الفہمہ ص ۱۸۹
 شیخ و حضرت آدم میں جو حدیث جامع لفظی میں روحی اور لفظی میں اسے
 استدلال کی گئی ہے وہ ظاہر و باطن کا قبول ہے کہ یہ کلمہ جامع باہر و باطن ہے۔
 روایت شیعہ کہ یہی کلمہ جو اس کے مطابق کہنے والوں سے نکلے ہیں۔ ان سے روایت
 بھی سنیں کہ ہے اور اس کتاب میں یہ اسناد و نسخ ہے۔ یہاں ہر شیعہ کہہ نہیں
 ہو سکتی۔ یہ باقی واقعات کے لیے اس سے اس کا حضور خلط معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی
 سہ را علیہ وعلیہ حضرت علیہ زینب علیہ السلام کا والد ہے۔ اور اس سہ را حضرت ام
 حبیبہ زینب علیہا السلام کا والد ہے اور فقہ و فقہاء سہ را ابی ہب ان حضرت علیہ السلام کے

و انوارین چکے ہیں۔ دیکھو واریج النہود و غیرہ کتب اہل تشیع۔ مگر ان کے اس شیخی
سویک کو قابل نہیں ہے۔
طراز استدلال نمبر ۲۲} (کناح ام کلثوم) حقیقت ذہب تیرہ دفعہ دوم
صفحہ ۳۴ و غیرہ میں ہے۔ حضرت علی کی دختر فاطمہ ام کلثوم زین العارح حضرت
عرواق کے مسمیٰ چنانچہ کتاب میں اس المومنین صفحہ دوم میں ہے۔ پر سید کر
بر آ حضرت دختر طرودہ میں خطاب داو گشت بہ اسط انکا طیار شادیں سے
نمود با زبان و قدر انکو چھو دروغ کافی جلد صفحہ ۱۸ کن بہ الطلاق سے جتا سید
کا ام کلثوم نہ ہو مگر کدورت و فوات عمر گزارنے کے لئے اپنے گھر لانا چاہیے۔
ایضال استدلال} اس قدر کافی سے زیادہ کثرت کی طرف سے
سوچی ہے۔ پر مستقل کتاب میں لکھی جاوے گی کہ کسی مزید تحریر کی ضرورت معلوم نہیں
ہوتی۔ دیکھئے لکھنؤ میں لکھنؤ ام کلثوم مؤلفہ مولانا سید علی انور صاحب سائق ایڈیٹر
رسالہ اصلاح مجبورہ شرح لکھنؤ مؤلفہ سید کا حسین صاحب درمی اجرات و
چیتا بیات جلد ۳ (۱) انشا اشارہ کردتا ہوں کہ سنی موصوفے نے بر خلاف اہل کتب و
کے دختر فاطمہ باقرہ افزہ لکھنا ہے۔ سنی کتاب میں لکھا ہے وہ ام کلثوم جس کا
کناح عمر صاحب سے ہوا باطل خود سالہ قیس۔ چارہ ہر سال کا سن بیان ہوتا کہ
ما حشر ہو ہدایت السعد اوصو ۲۵۹ و صاحبہ و تاریخ ہجری و کامل و غیرہ۔ و کہ سن
ہو تا اس ام کلثوم کا اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ ام کلثوم نہ تھی بلکہ کئی ایک علی
کی کیفیت عمر صاحب سے ہو جو یہ فوات اہل کبر صاحب کے پیدا ہوئی اور حضرت
عمر نے اپنے فخر خلافت میں اور جو اس کی کسی کے خواہش کی۔ دیکھو اصحاب پر سید کر
ست و لکھ کر حضرت ام کلثوم بنت علی قرین ت پیغمبر خدا صلعم پیدا ہوئی تھیں
نیز انکی عمر طرودہ زیادہ علی مگر جب تک کناح حضرت عمر سے ہوا وہ سید کر
دیکھو صواعق محررہ صفر سن ۹ و غیرہ۔

علی بن ابی طالب کے گھر میں پیدا ہوئے۔

(۲) بی بی ام کلثوم بنت ابی بکر سیدہ خیرین ابی بکر بن ابی طالب والدہ کے حضرت علی کے
گھر میں گزشتہ۔ اور ان کے والد سیدہ فاطمہ کی والدہ اس کا کناح بعد فوات ابی بکر
سابع کے صاحب بکر سے ہوا اور وہ سیدہ خیرین کے نام سے مشہور ہیں
و اسط بعض ماؤنکہ علی لکھی کہ صلی خیرین لکھی پس یہاں اس قدر بنت علی کا
لفظ دار ہو ہے و اول سیدہ بود ہے۔ کہیں میں بعض فاضلہ اس قمر میں وہ کتب
ہو۔ (۳) اس ام کلثوم کا کناح بھی بنابینہ لکھ کر حضرت عمر سے ہو تا اور ان کا کناح
و حکم و حے نہ کا اندیشہ تھا اس لئے سکوت لڑا علی اس قدر مقصد و قہار
و متناہص۔ و آیات مشغول میں کہ بہرگز کناح حضرت ام کلثوم بنت علی حضرت
عمر کے ساتھ نہایت ہیں ہوتا۔ دیکھئے لکھنؤ میں اس قدر مقاصد و افوات سے
استدلال باطل ہے ادا انکشافات قضا (۵) ام کلثوم زوجہ عمر کے فوات حسب بیان
ستیناب و اصحاب کتب سیدہ زینہ حضرت علی اور امام حسن میں اس کے شیخے ہیں
کے ہوں اور کتب سیدہ خیرین سبکی رویت سے بھی حضرت علی کے زمانہ میں لکھی
وفات پائی جاتی ہے جیسے شل عبارت خود کافی حضرت علی کے گھرانہ کا مدت گذشتہ
میں مروی ہے۔ ان حضرت ام کلثوم بنت جناب علی زوجہ عون بن جعفر کر بلا کے
دفعہ میں ہوا۔ اپنے بھی فی امام حسن کے موجود ہیں اس سے ظاہر اس قدر خود
کی حقیقت کا اندازہ دیا لیں۔ میدان کر عا میں آگاہ ہو ہو تا کتب سیدہ خیرین
فی مشہد حسین و لفظہ مرہون ابی بکر سفر ایسی طرودہ صفر سن ۳۵۰ میں طرودہ
ہو سیکو ابن طلکان و فوات الامامین میں امام جامع طراز اجتہاد و انتخاب ہے۔ اور
بن حجر متعلق شرح عمدة المفکر صفحہ ۱۱۳ اور طرودہ علی نقی شرح عقیدہ امام
صفحہ ۲۵ میں ابی سلمیٰ مذکور ہے کہ سیدہ خیرین اور طرودہ میں اس کا کناح
انت فرت میں اور فارسی روزنامہ مشہد صفر سن ۱۲۹۹ نوو طرودہ کا شفی علی مولف

موجود اور مطیع غلام و رسول موجود تھے۔ اگرچہ وہ تھیں مگر۔ دران کے ماسوا اگرچہ
 ۱۲۸۰ سے اور بظاہر مگر تھے توحید کے قائل اور نبوت کے مقرر خواہاں اسلام کو
 بظاہر ہی لائے تھے اگرچہ ان میں بدعات کو خال کر کے صورت عمل کو کچھ دیکھ
 سیکھ کر یہ تھا۔ بہر حال مسلمان کہلاتے تھے۔ اور ظاہری مشا را اسلام ان میں پائے
 جاتے تھے۔ لہذا یہ نسبت ملا یہ شریکین کے، قدر ہے کے ایسے ہی مسلمانوں میں
 رہتا ہوتا تھا۔ (۲) ہم منصوص بن احمد وقت خدا کا مکرمین و مہدین کے اندر
 حتیٰ الا مکان موجود ہے سے عجبت خدا پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ جہاں ہر کی ہر
 موجودگی و نبوت کو جائے میں یہ عرض پیدا ہوتا تھا کہ چکراد و صاحب
 صاحب میں موجود تھے لوگ کچھ کچھ کہتے سے مذکور ہر دوسروں کے تابع
 ہو گئے۔ پہلی دفعہ اگرچہ لوگوں کو قطعی لگ گئی تھی مگر بعد اسکی اصلاح ہو جاتی
 تھی مصروفی کے، حدیث بدعات۔ اور غلطیوں کا احساس کر کے انکو حوصلہ
 کو دیا جاتا اور امام مندوں و اہل لاطعات کی متابعت کی جاتی مگر امام صاحب
 بہرکت کر گئے اس نے لوگ جہاں امام ناسن کر رہے، فترت برحق پہنچ گئے۔ نیز کہا
 جاتا اگر پہلے انتخاب میں غلطی میں ہو گئی تھی تو دوسری یا تیسری و تو لوگ حق
 کو پہچان لیتے۔ مگر اصل مستحق امامت جب ہجرت کر کے پہلے گئے تھے اس لیے مجبور
 ہو دوسروں کی نسبت کو کو اچھا معلوم ہوا تھی کہ اس جہاں ہر فرقہ دیا۔ آن وجہ
 سے ضروری تھا کہ جن عین چہرہ امام برحق تمام حجت کر کے انکو فضول حدیث
 اور تجوہات و اہیات کا فرقہ دے۔ چنانچہ انھوں نے ہر ہمیشہ بلوغت
 ہوا کن کر کے سبک دوش پرے کر دیے۔ (۳) امام پاک کے دین موجود۔ بیشک
 یہ بھی قائم تھا کہ وہ تھا تو تھا اصل شامل شرع کے شکلات کو دل کر دیتے ہر دور
 جس مد تک مخالفین ملتے جائیں اصلاح فرماتے رہیں۔ ہجرت کر جائیں یہ ثابت
 مشفق و دعا

(۴) ہجرت پہلے ہی سے اس کی نسبت بہتر اور آزادی کی جگہ پر ہوتی ہے۔ اور ہر
 ظاہر ہے کہ مسلمان اسلام روئے زمین کے سب، انرا اہلیت علیہ السلام کے مخالف
 گذرے ہیں۔ اگر امام پاک ہجرت کرتے تو مگر صاحب کے پاس جا کر رہے۔ اگر
 شریکین و کفار یا یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں ہے جاسے جہاں توحید معنی
 اور نبوت معنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر و باطن کو لگ کر تھے۔ فرماتے وہ اس غار میں
 اور کربلا کی آزادی کس طرح حاصل ہوئی۔ مگر نہیں۔ اس سے بھی بہتر تھا کہ سلطنت
 اسلام میں اقامت رکھیں۔ اور حق و انساں تمام محبت و اصلاح شریعت فرما
 دیں۔ اور ہم میں نہیں تو خواہ میں ہی بھی تعلیم احکام صحیحہ جاری نہیں
 اور غلط اعمال صحیحہ کے پابند ہیں (۵) حدیث بخاری سند یہ تفسیر آیت تہجد
 لا یجوز ان یصلیٰ - مادہ میں یہ حدیث شاذہ کے مطابق بھی چونکہ اہل علم کو
 ہے۔ امام صحیحہ جانتے بلکہ اس کو تسلیم دینے کا بھی مسلمان حاصل حق حجت
 سلطنت اسلامی میں نامکن تھا لہذا ہجرت جہاں کے مادہ مقرر تھی۔ اسے ہجرت
 کا یہ ہر لائق تھا نہیں کہ جہاں بعض امور خلاف شرع ہوتے تھے اس جگہ کو تھوڑا
 خورہ اس سے بدتر جگہ پر پہلے جاؤ جہاں کو تو شرک محض بلایا جاسے۔ اور ہم کو
 ایک امر بھی دیا ان صحیحہ یا لانا گونہ ہو۔ یہ بھی غلط محض ہے۔ سنہوں کی
 مشہور و معروف دوسری تفسیر ملالہ میں لکھا ہے کہ ہاجرو اہلک میں حق
 لکھائی بدل۔ انھوں نے ملک کفرستان سے ایسے ہجرت کی طرف کیوں ہجرت
 کی جہاں کفر نہ تھا۔ آیت اللہ تبارک و تعالیٰ سے پہلے آیت میں
 یہ معنون ہے جو لوگ شریکین میں پڑے رہے۔ اور اپنے دین کی قربانی سے
 اپنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرک اور کفر کی حالت میں اسے توڑ دیتے تھے
 ہر جہاں گئے تھیں کیا ہوا اگر دارا کھرب میں پڑے رہے۔ وہ کہیں گئے ہم وہاں

بے بیس تھے۔ فرشتے کہیں گے۔ کیا حدیثی کی زمین اس قدر لمبی ہو گی کہ اس
 ہیں دیکھتی تھی کہ کسی طرف چلے جاتے۔ ایسے مشرک لوگ دوسرے میں چلے
 دیکھو قرآن شریف مترجم ہو ہی نہ پڑا۔ اس کے بعد آیت ہجرت سے پہلے لوگ
 سنتے ہیں میں جس کیسے فرمایا۔ الا المسفح فی من الرجال واما
 والولدان الذین لا یستعینون حجة ولا یعتدون سبیلنا یمنے ہیں کہ وہ ہر
 غلطی پر کار کوئی رستہ پس سوچ کر پڑتا ہے۔ اور یہ ہے کہ میں جس کیسے میں
 قدام کے لئے نکول کوئی حیل نہیں ملتا۔ تو وہ اس سے سنتے ہیں۔ دیکھو ترجمہ
 حذیرا۔ حیل وہ ہے جس پر ایک کو کسی اور کی کارہتہ میں سوچتا تھا چلنا
 تشریب یجائے۔ اور مسرت کی حالت۔ اوصاف صحیحہ کے حاشیہ پر یونہی مقرر
 سے منقول ہے اس سے معلوم ہو کہ جس ملک میں مسلمان تھے۔ وہ کے دوسرے
 ہجرت فرض ہے۔ اجتہاد میں علیہ۔ جب حضرت امیر مدینہ میں گئے مسلمان سکون
 تھے۔ کوئی اس کو شرک پر مجبور نہیں کرتا تھا۔ نیز ہجرت کیونکہ فرض تھی۔ مشرک
 پر مجبور کرنا اور دھوکے دیکر سے۔ کہنا بجا ہے خود کو۔ تھا تو کے دامن میں
 سبب لوگ مسلمان کہلاتے۔ ورنہ بھی فرشتے کو خواہ کسی طرح ہوا کرتے تھے۔
 تو کوئی میر محمد صاحب شریعت قرآن حاشیہ مترجم مفہوم آیت مندرجہ
 بالائی تشریح کا جس کہتے ہیں کہ دارالحرب وہ ملک ہے جس کا کوئی اسلامی ہو
 درو اس کا حکم مذہبی حد سے مسلمانوں کو قرآن میں اسلامی تھا۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ
 کے بکا لایسے روکے۔ ورنہ کس۔ تو ایسے ملک میں مسلمان کو رہنا درست
 نہیں۔ ایسے اس صیغہ۔ غلغلاہ کا ذکر ہے جب خلافت میں تھا۔ روزہ سے مذہب کے
 کا امتداد تھا۔ اور نہ انقضیٰ اور گئے پر کوئی مزاحمت تھی۔ لہذا دارالحرب
 نہیں تھا۔ بلکہ وہ ملک دارالاسلام تھا جس سے ہجرت کا حکم نہ تھا۔

ایسے مقام پر جماعت و خلاف شروع کا مرس پر تھی لغوت دیکھئے کا حکم تھا جو عمل میں
 آتا رہا۔ دیکھو صحیح مسلم جلد ۵ ص ۵۷۔ وکثر النہاں ص ۵۵۔ نیز حاشیہ ۵۷ ص ۵۷
 ہا لکھا ہے۔ مگر نص میں صحابہ میں رسول خدا صلی علیہ وسلم کے فرمایا وہ من جاحل
 یا ساء دھونہ و من دھونہ جاحل دھونہ دھونہ من بیٹے و من پر پڑے کر
 ہونہ سے ہونہ کے نزدیک یا اس کے ساتھ تھا علین دین سے چھا کر تا ہے۔
 اسی ظاہری اسلام کی بہرہ سوا ہے جہاد کا حکم دیکھئے مسلمانوں سے اُسریت
 نہ تھا کیونکہ سب لوگ نماز و روزے کا قائل و بظاہر عامل تھے۔ ایک ٹونگ ایمان و عبادت
 صلی علیہ وسلم و مشکوٰۃ باب اہل ذرۃ وغیرہ۔
 (ہجرت کے حکم پر ہونیکا اور ثبوت) میرا یہی تفسیر کا یہی بارہ ۱۷ کہ لکھا
 و امیر صفحہ ۵۷ باب لا یجوز علی المسلم و علیہ مسلحہ صواب میں حضرت عائشہ
 سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی علیہ وسلم نے فرمایا لا یجوز علی المسلم و علیہ مسلحہ
 درہی طرح سنن ابی داؤد مترجم ص ۵۷۵ میں بروایت ابن عباس مذکور ہے۔
 اور بخاری صفحہ ۵۷ میں بھی صحیح سے مروی ہے وہ اپنے بھائی محمد کو بھی مسلم
 کی حدت میں لکھا۔ عرض کیا۔ مجاہد سے ہجرت پر عیت کرتا ہے قتال لا ہجرت
 بعد از فتح و ملک و ملک با بعد سے الاسلام اپنے فرمایا فتح کے بعد کوئی ہجرت
 نہیں ان اسلام پر قائم رہنے کی بات میں اسکی عیت لیتا ہوں۔ غرض کہ جب
 اس فتح کے بعد سے ثابت ہوا کہ بعد فتح کو ہجرت کا حکم تھا۔ تو کیا اور امتیازی
 ہے اور پھر دارالاسلام سے دارالکفر کی طرف ہجرت کر کے کس کو من کہتے۔ ہونیکا
 جو ہے۔ درہ کہیں ہو سکتا ہے۔ غلاب پر یہی اسلام کا کوئی کار فرما حیدر
 سوت اگرچہ۔ یعنی حق کے مطلق مدبر و رول سرکار ہو جائے سے بہت پسند ہوتا
 کیونکہ اس حالت میں وقتاوت کا عوام میں اور کچھ خواہ میں شاعت حق اور

طرز استدلال نمبر ۲: کچھ اور شیخین البلاء میں رقم ایک حوالہ یہ رت نکلتے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو بحوالہ صاحب کتاب (نہر الاویہ) رقم کی خدمت اہل بیت میں گئے۔
اور نہ کہ ایک نسبت اپنا عدیدہ پیش کیا ہے صاحب کتاب، جو ماضی جو نکلیں، برصغیر الاودھ
صنوبر، بحوالہ ہدایات، ارشدہ صفحہ ۵۵۵ + (ب) مجمع زاد صاف صفحہ ۱۰۵ میں شیخ
کا فی جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ میں منقول ہے، راوی کتاب کے کہ ہے امام رضا سے روایت
ہے اس کا سوال کیا ہے (میرے قریبی) میراث پر امام رسول سلیم سے روایت
فی طرز کے لئے ہے، جسے جہاں امام موصوف نے لڑا ہے کہ وہ باقعات حضرت سید بن
میراث نہیں تھے، جہاں اس نسبت کہ وہ وقف تھے، (ج) کتاب مجاہد الدین
شیراز میں بھی ہے کہ حضرت فی طرز علیہ السلام، اور کچھ کے خلاف اس شرط پر ماضی جو نکلیں
کو انکی تفسیر میرے باپ محمد سلیم کی ہے، کیا نہیں ہے؟ اپنے منکر کیا انرا حقیقت مدہج
حصہ دوم صفحہ ۳۹، مجمع زاد صاف صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں صفحہ ۳۹، وقف دارا شہزاد
و دیگر کتاب ماضی میں

الطال استدلال کہ حجۃ الیوم ایں شہر میں دوبارہ واقع ہو کر پھر
اور کسی ہر وطن کی حاجت سے دلائل و اخبار مختلف نقل کئے گئے ہیں یہ مضمون
جو یوں لکھی گئے نقل کیا ہے۔ اصل کتاب درج ذیل پر معلوم ہو سکتا ہے کہ اسکو ابن
سیرف نے بعض فرقہ فقیہوں سے لیا ہے یہاں پر بیان کیا ہے کہ یہ وہ شیوں کا مختصر
نما ہے کہ اسکی تائید میں یہ فقرہ بھی جاریت ابن سیرف جو یوں نقل کیا ہے کہ
اسے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲ پر نقل کیا ہے قابل غور ہے۔ وہی ہذا کا انصاف
مختصر شہر میں، المستطوعہ وغیرہ معروضہ و سب اس امر پر فقیہ نظام طویل و
لذو جالی المین اچھے ہاتھ سے لکھا اس مرتبہ اب ہر شے کے نام و حیات ابوکر
سب سے بڑی نیک رائے لکھے گئے راجی ہو گئے ہیں معلوم و لکھے گئے شیوں

کے وہ سہاں بہت بڑی خواہ ہے۔ ورنہ فریقوں کی اسیں حول ہوں بہت ہو
چکوہ میں چھوڑے جو کہ ہم اصل طلب کی طرف رجوع کرتے ہیں اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ ان پر ہم نے فریقین سے جو وی دمال ہیں ان کے عبادت منظور مستطاع
نوسید لک طرف سے نقل کیا کہ پھر اس میں اور اصل چھوڑے سے اعراض کر کے
میں پنج اہدوں کی طرف رجوع کرتے تو سے کہاں ثابت ہے کہ یہ عبادت مستطاع
کی اسلم و مانجھ کے لیے ہے۔ بلکہ یہ فقہاء اختلاف اقال کے طور پر متنازعہ کی طرف
منقول ہے (ج) مولفہ فیض الاولاد نے عبادت فرود کالی نقل کر کے میں پھر
طلبہ کی عبادت جلیلہ کے موافق عبادت جو دیکھا کتاب کیا ہے۔ اور یہ عبادت
وہ وہ اسٹہ چھوڑ دی ہے جو اس میں میں سے وہ ہے۔ قلنا فیض علیہ السلام
جاء العاصم بن یحییٰ صاحب علیہ السلام من شافعی عن علیہ السلام ویدر
مناو وق علی واطل علیہ السلام ترجمہ ورجوع وقت جناب رسولہ صغرے
وفات پائی تو حضرت عباس جناب فاطمہ کے ساتھ وفات کے بارے میں اپنے
صوتی کے اظہار کا مکار کیا چھوڑا ہائی و دیگر بزرگواروں نے منہ دت وی
کہ وفات خاص جناب فاطمہ کے واسطے وقف ہیں تس مولفہ نے فریق ہو کہ
یہی وقف عام قرار دیا ہے حالانکہ اس حدیث سے صرف ثابت ہے کہ وفات
خاص جناب سیدہ علیہ السلام کے واسطے وقف تھے۔ اور دوسری حدیث بھی
صغر فرود کا ثابت کیا ہے کہ وفات بعدہ انکی اولاد کے بعد دیگرے کے
بھی وقف تھے۔ (ج) جمیع اس کتابیں شیوخ کوئی کتاب ہیں چھوڑی ہوئی ہیں
اسکے بیان کر چکے ہیں اور تفصیل بہت درکن نسبت برات و بیعت کے ساتھ ہے
میں نیز دیگر خبر سیدہ بنتی سے متوال مرہ۔ مذکور کے بعد میں حضرت علی و دیگر
کا اختلاف (د) اگر کوئی روایت شاذ بر خلاف احادیث متواترہ و ماہرہ
رض مشرق حضرت بزرگ بنو کر صاحب نے بھی خود وہی ان مل یا مشرقی کی جانب

اہل بیت کا حق دار کوئی ہے کہ اہل بیت ان کے لئے سے میں اہل بیت کو ہر ایک کو
 میں کہتے ہیں جناب میری اصل کوئی اختیار نہ تھا کہ جناب نہرا کو ایک یہ کہتے
 اور نہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میں تھا کہ سورج ہم کے لئے میں تھا کہ
 جسے سارے مسلمانوں کا مشترک حق تھا ہر ایک کوئی چیز قابل وراثت بعد وفات نہیں
 معلوم ہوتی نہ ہی ہندی ہم میں کسی چیز کا حصہ ہی سمجھتے ہیں۔ آؤ آیت سے
 تو میری پرورش فرماتے وہاں اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اور جمعہ علیہ السلام
 خیر خلائق اب و لکن اللہ صمد و صمد علیہ من یشاء و اللہ تعالیٰ یفعل ما یشاء
 صا فاعلم علیہ وسلم اہل بیت علیہ السلام و رسول و ولایت علیہ السلام
 و اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ حاجت المسبب (سورہ حشر باب ۲۴) ترجمہ :- اور جو ان کے
 لئے ہے رسول کو جسے اللہ تعالیٰ سے دلا دیا تو مسلمانوں نے اس کو
 کچھ توڑ کر دیا تو اس نے (میں نے) کچھ نہیں دیا اور انہوں نے سے لے کر اللہ ہے
 پیغمبر کو جسے اللہ تعالیٰ نے دیا اور اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو مال اللہ
 رسول کو (ان) نبیوں کے لوگوں سے نعمت میں دیا وہ تو وہ اس کا حق ہے
 اور رسول کا اور (رسول کا) قرابت اور لگاؤ اور پیغمبر کا اور نبیوں کا اور
 (جسے تو اللہ تعالیٰ سے دلا دیا) اور اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو مال اللہ
 اس کے بعد دیا ہے و اللہ تعالیٰ رسول خیر و اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ
 ترجمہ :- اور نبیوں کا حق ہے جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے جو مال اللہ
 جس چیز کے لئے ہے کہ میں نے اس سے و شکست رہو اور اللہ کے غضب سے
 ڈرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے (ترجمہ رسولی اندر لکھا)
 شیخ کی تفسیر کہ ہم فلک البجاء میں ثابت کر چکے ہیں قرآن کریم کی تفسیر ہر
 حدیث فقہان و ائمہ مجتہدین و اہل بیت سے ثابت ہو جو دوسری

دنیا کے مذاہب اس کے مخالف ہیں اور فقہان ائمہ اہل بیت کے لئے ہے کہ یہ
 میں لائے ہیں میری سے کہہ کر کے کہہ مال نے خالص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
 حق ہوتا ہے وہ اپنے قرابت و لگاؤ اختیار و فخر اور دوسرا میں نے و مسلمانوں
 و پیغمبروں و انھیں ان کے بعد و میں نے حق و لگاؤ کے جس طرح کا میں نے دیا ہے کہ
 اس میں اختیار ہے کہ میں نے حاصل شدہ از قرآن کے تفسیر کر دیا ہے اس کی آیت کو
 تفسیر کر دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار و لگاؤ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ عام مسلمانوں کو اس سے کوئی چیز نہیں تو
 اختیار نہ دیا تو اس کی عمر اس کا حق نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول سے ظاہر
 ہے اور پیغمبروں و انھیں کے حق بھی اسی قدر قرابت و لگاؤ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اہل بیت کو لایا اللہ تعالیٰ نے لایا ہے اس طرح یہ تفسیر اس معنی
 رسول کے قرابت و لگاؤ ہے۔ اور انھیں سے رسول کی حق و لگاؤ ہے جو آج
 ہجرت کے بعد ہر حدیث صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے آیتوں میں ہر حدیث کی تفسیر
 کی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے لایا کے لکھتے تھے صرف اللہ تعالیٰ تو یہ لایا کے
 اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ صلا کا حصہ بھی رسول کا رسول کا بھی لایا ہے
 بعد میں اب ہم حق و لگاؤ میں اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور رسول کے قرابت و لگاؤ
 حصہ بھی فقیر سب کا ہے اور یہ تم سب کی مسافر بھی اپنی قرابت و لگاؤ میں سے حصہ دار
 ہیں۔ پیغمبروں و انھیں بھی جس سے لایا ہے اللہ تعالیٰ کے رسول و لگاؤ
 مذکور ہیں یہ بطور تفسیر یہ تفسیر ذکر ہوئے ہیں۔ اسی طرح ان نصیحت سے
 (پانچویں حصہ) رسول اور اپنے قرابت و لگاؤ کا حق ہے۔ علی ہوں یا نبی یا ملکین
 یا مسافر یا دوری کے لایا میں ملایا و اس کے کہ لایا قرابت و لگاؤ ہے یا نبی
 سب کو کچھ نہ کچھ ملتا۔ یہ جسطرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت و لگاؤ ہے

تہاں چھاپت روڑا ہے (تائیکہا) اسکو غریب آپکا وفا میں کرکھا اور
 اگر حضرت علی کی خلافت تم قدر میں مقرر ہوئی تو پھر حضرت عباس کو کس لئے
 خلافت کا امر کرے۔ مجمع الاوصاف صفحہ ۱۱۱۰
ابطال استدلال کہتی طرف سے تائیکہا کا لفظ اپنی جانب سے زیادہ
 گہرا ہے سو اصل عبارت کتاب میں نہیں ہے۔ اور یہی لفظ یہ قول کا
 دوا دہا ہے و حقیقت یہ وصیت امامت و خلافت نبوت میں علی۔ بلکہ حضرت
 سید علیؑ کے مال و ترکہ و تہذیب کی نسبت اپنے بڑے بھائی کے قریب مسترد اور
 وصیت فرما کے کار وہ ظاہر فرمایا۔ اور خود کو جو میں وہی تھے وہی دنیا
 کے معاملات میں بھی وہی قرار پائے۔ اس نسبت کے ہے حضرت عباسؑ پر بھی
 مرنے میں یہ مصداق علیؑ کی اپنی لون سے مان جائیں کہ ہم اگرچہ عمر میں بچے
 اور شہر میں اقرب ہیں مگر آپ کے کسی منصب میں کسی تائیکہا کے گواہ نہیں بلکہ
 باوجود خود سالی کے دین و دنیا میں امور میں جناب علیؑ امر کرنے سے جانشینی
 کا کام انجام دیکھتے ہیں لیکن بڑا رکھی آپ ہے۔ دیکھو علیؑ اشراف صوفیہ میں
 یہی رویت خود بالان اسنادان الفاظ سے وارد ہے فقال العباس یا علی
 تاخذ ثروت محمد و تقصر علی و تبصر علی و لا یوصاف ویرت و ان ترو
 و الیٰ آیت عبارت منقولہ علیؑ میں دو فقرے ہیں۔ میرے وعدے (و و کرے)
 میں ایسے دینے کے ہیں۔ میرے کرے۔ اور میرے قول کو اکرنا۔ جن سے کوئی شک
 و امت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور حدیث منقولہ میں حضرت علیؑ میں جو باصراحت
 امر علیؑ و وارد ہے اسکا سارہ قرآن یہ ہے۔ و یا کلون انوار الکلام
 پارہ ۳۔۱۱ صفحہ ۱۱۰۱ و طبع لغت میں بھی ہے تراش و تراش مالک انوار
 رسید کیسے

طرز استدلال کہ مجمع الاوصاف صفحہ ۱۱۱۰ میں ہے۔ بعد از
 شرف ہے کہ جب لوگوں سے جناب امیرؑ کی بیعت کا ردہ کیا تو آپ نے فرمایا
 دعویٰ و التمسوا فیہ کہ میری بیعت کو چھوڑ دو۔ و کسی دوسرے سے نہ کیا
 سرور بہت جس کی کو تم یہ امر سوچ دو گے میں ہی ایسی ہی پروی کو گھا۔
 (ب) سلطان محمد شاہ فتح بلاغ سے اسکی تائید بھی ہے۔
ابطال استدلال کہ حسب حادث موصوف نے کلام جناب امیرؑ کو کائنات
 میں نہ کرکے طلب برادری کی کوشش کی ہے۔ اور کسی فرعی سلطان محمد شاہ
 فتح بلاغ سے اسکی تائید بھی ہے جس کی شرح باوجود کثرت تلاش ہندو پنجاب
 دعویٰ عرب کے کسی جگہ کو دستیاب نہیں ہو سکی۔ اور نہ کوئی عام سرکا ویکے
 صرف کا وجود متون کرتا ہے۔ نہ کسی جگہ میں لگاؤں ذکر ہے۔ سلطان محمد
 اگر کوئی ہے جسے اس ضمن میں تائید بھی ہو تو وہ کسی جگہ شیعہ نہیں کیونکہ کوئی
 سید جناب امیرؑ کی خلافت منقولہ کا منکر نہیں ہو سکتا۔ نہ خلافت ہاتھ میں
 علیؑ کو یا میں کوئی شیعہ نہیں تھا۔ جس عبارت فتح بلاغ لکھ کر ہی مولف کی
 خیانت پر آگاہ کیا جا رہا ہے۔ فتح بلاغ صوفیہ میں اس طرح لکھا ہے
 ومن حلیۃ علیہ السلام لما اورد علیؑ بیعت بعد از علیؑ حتمی۔ و
 و التمسوا فیہ و انما مستقلون انما لرواجا و انوار کا تقویٰ و لافظ
 و لا یتم علیہ اعطال و ان الاق ق قلنا عامتہ و اخصیہ ق و تکررت و
 اعطال انہما بیکہ و کہت بکرمہما اعطال و اعطال الی قولہ انما کل و عیب
 العالین و ان شکی حقوق فانما کلہم و اعطال اسے حکم و طوع کو ملزومیت
 ہو کر داتا لکھ و دیو احیر کو صی و دیو ترجمہ (یہ کہ جناب امیرؑ کو گواہ
 تمام جہت کے لئے فرماتے ہیں۔ اور واقعہ آئندہ سے ہم کائنات و کائنات

سارے داخل دینے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کسی صاحب کو ایسے مسائل دیکھیں کہ شوق ہو تو مختصر المین رد مقلدین اور اس کے بالمقابل جواب مقلدین و حقیقین اپنے اپنے حصہ میں ۱۰ روپے ایسے مسائل تشریح میں کیے جائیں گے۔ ابھی کتب، اہل سن سے بھی مضامین میں درج کئے ہیں۔ دیکھو حقیقت مذہب حنفی و تہذیب میر و تکریم مذہب سننی۔ و شوبہ اعدائین کسی مذہب کی جانب سے کوئی کسر عدم اٹھائے کل باقی

شیعہ و سنی حضرات کی چند تہمتیں

۱۔ ہمیں فریقین شیعہ و سنی کی خدمت میں عرض۔ سارہ مذہبی عاجز نہ تھا ہے کہ خود سلاطین کو بد نظر کہتے ہوئے یکہ و سر کے ساتھ ہر وقت کا ہمارا وہ مشاہدہ دیکھا کہ وہ درجہ پیر بھی مہندہ کر کے کہہ دیا کہ مہندہ ق ہو جائیں۔ خواہ کتب سننی سے اور خواہ فریقین کے موافق میں حاضر ہوئے فریقین و تہذیب کے حق کا جائزہ لیں۔ آپس میں عداوت و بد گوئی و افت و تلیف کا سلسلہ بند کریں کیونکہ کوئی فریق سمجھی اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے سے غور و نظر میں خاموش نہیں ہوتا۔ سوائے فرقے کب خاموش ہو سکتے ہیں۔ قیامت تک ایک دوسرے کے برخلاف کچھ کہنے یا لکھتے۔ ہم بجز ترقی عداوتین الفرائض کوئی عمدہ برآمدہ مرتب نہیں ہو سکتا چنانچہ آج تک کے واقعات سے ہی ہر ہے۔ ہر فرقہ کی کتابیں لکھی جا چکی ہیں ہر مسند پر برآمدہ ہیں تاہم سب کا ہی کتبہ تو ایک ہے میدان صاف سے نصف مزاج نہیں کر سکتے ہیں۔ شیعہ جہاں حضرت تلامذہ و دیگر مخالفین اہل بیت سے

توسعی رنگ مولات و پہلے تعلق جتنی کر کے کسی سمت نکلیں گے جو ۱۰۰ سالہ شیعہ دلوں کو سترنگ میں ادنیٰ صاحب کی کتابوں سے حضرات تلامذہ و غیرہ درویش کی نسبت لکھنے والے سے بڑا کرتے ہیں مگر سنی کتابوں سے اہل خانہ ناس کرے اور اہل بیت کے عقائد ہی نفسانی تہذیب کا ذکر کریں کیونکہ میں مگر شک نہیں کہ شیعہ مہم ور لکھے ہم پاک حضرت تلامذہ کے معتقد نہیں اور جو کچھ کہیں گے یا لکھیں گے ضرور شیعہ کے خلاف ہو گا۔ پھر کریں تیوں کو جنگ کر کے دروغاں نکال کر کے سنی سے ہوتے ہوئے لکھا رہیں گے پھر پور کر کے ہیں کہ وہ حضرات تلامذہ کے حالات و روایتیں کے لکھے تہذیب و عقائدات سنیہ میں لے خوف تلامذہ سنی بھائیوں کے عقائدات، لکھیں تلامذہ سنیہ کی کتابوں سے ہر بات سنی کیسے لکھتے ہیں دروغاں اشارت دعوات پر لکھا گیا ہے وہی شیعہ تلامذہ و غیرہ درویش وقت کی جیسے جیسے باتیں لکھتے ہیں ان سے اس سے بڑھ کر اہل بیت کے عقائد اہل بیت تلامذہ کے برخلاف پیش کر دے ہیں بلکہ اہل بیت کو کھلم کھلا ہو سنی بھی مہم کر کے حق کر کے و شیعہوں کو کھلم کھلا کر کے لکھتے ہیں اس سے سوا ہر کتابوں کے عقیدہ جیسے عقائد جیسے و اگر وہ شیعہ سنی بھی لکھ کر لکھتے ہیں ان کے عقائد اور اس ساتھ لکھ دیا۔ ان میں بات بات کے سنی دلوں کو جانے اس سے اس سب پہلے میں ہے ایک کتاب بھی دربارہ دعوت ملاحی و ملاحی فریقین تلامذہ کے عقیدہ انہی جو شائع ہو چکی ہوئی ہے۔ اب میری سہلکار تلامذہ کہ سارہ بڑی اور بڑی کتابیں کو چھوڑ دیتے۔ اگرچہ انہی تلامذہ رہے مگر صرف۔ اس دعوت کو بچھہ بہ فرقہ کر کے مذہب لکھتے ہیں کہ وہ لکھتے کوئی

و کہ لکھتے گاہیں تلامذہ سنیہ میں ہیں بڑا کار کاغذ انہی کے درجہ پیر و غیرہ نام نہ لکھتے
والا خبر دعوہ سارہ ان الحمد للہ رب العالمین

ضمیمہ البطلان الاستدلال

حاشیہ متعلق ۱۵۸ اگرچہ حضرت عمرؓ کا کفار میں مشہور و معروف بہت ہوتا ہے
 حتیٰ کہ وہ سرور کو بھی بہت ہمت کرتے تھے و کھوٹا کھانچا نفس ہزار نکات -
 و چونکہ اہل بیت رسولؐ کے مقابلہ اور خدا و رسولؐ کی مخالفت میں حضرت عمرؓ وہ لال
 اور گروہ رکھتے تھے کہ اس میں ایسے جری و دلاور و ہیبت تھے کہ اپنے ان افعال
 کو کھلیاں مل رہی تھیں اور مسلمانوں کے سامنے اس پر فریاد بکھڑا کر کے اور صاحبِ دار
 متائب جو دبا ہر کرنے میں نہ رہا۔ سب سے ڈرتے تھے اور یہی سب کچھ سے ترس جاتے
 تھے ایسے حال میں داعیِ ایمان و کفایت و مہمِ نام کے مسدود کئے۔ چنانچہ انہوں نے رسولؐ
 و مہم کے حضور میں بیوہ کے سامنے پہنچا کر کے اور ان کو اسلامی احکام میں غلو نہ
 رسولؐ رکھنے کی عرض کی۔ بعد وفات پیغمبرؐ صفیہؓ تعالیٰ کا اقرار فرماتے
 ہیں: وفات یافتہ پیغمبرؐ و کائنات پہلے حضورؐ مسلم پر ہدیان کی قوت
 لگائی اور بہت تحریر کرنے سے مانع ہونے کا حکم دیا کہ اس میں اقرار کیا گیا
 حدیب میں نبوت نئی پر شک کا اظہار و اقرار کیا۔ یہی کم علمی کا جو رکھ کر انہیں
 وقت میں غریب کیا حتیٰ کہ کہا جیسے پروردگار و وحی میں مدد و بالغ شریعت میں
 اور اقرار کیا کہ خود دولت و مانی اور کہ گروہ میں مشغول رہنے کے سبب مسائل و
 سے پہلے بہرہ رہے ہیں اور صاحبِ مومن و ملک اُحد میں اپنی شجاعت کے کرتوت
 بیان کرتے ہوئے برسرِ مہم اپنے فرما کا فخر و فرائد ان الفاظ سے کرتے ہیں کہ میں
 اس وقت مثلِ یزدانی بکری کے پانچ پرانے، دروگہ و ناقصہ اتراق بابِ فخر و کبریا
 کے وقت صاحبِ مذکور کو کہا گیا کہ میں کھر جانے کے لئے آپ کا قصد ہے میں

میں صاحبِ راز و راز و راز میں بھی موجود ہیں یہ صاحبِ غلوں میں کہے گئے
 ہاں اگرچہ وہ ہیں تو بھی جانے کے لئے تیار ہوں۔
 حضرت عباسؓ و حضرت علیؓ کے مکار میں نہ پیغمبرؐ کے وقت صاحب
 ہو کر اتر کر کہنے ہیں کہ میں کا تاسوس تم دو لیجئے اور ایک دن صاحبِ جموں۔
 گنہگار۔ نذر و خیر حق جانتے ہو۔۔۔ ہر صیبت و احوال ابوبکر صاحبِ گائے
 سوچے سمجھے رائے ہو یا نا آپ نے مہم کو اسے تسلیم کیا ہے۔
 مکار بن عباسؓ میں حضرت مومن صاحبِ علیؓ سے چلافت نکلا لینے
 اور تقریر فرما کر میں ابھی اسی لئے تھا کہ اس کا عجیب پیرا میں اتر کر کہنے
 میں۔ لڑن مذکورہ۔ اعلیٰ امور کا ثبوت کتبِ سنیت سے کھلک نہا ہے میں موجود
 ہے وہاں ملاحظہ ہو)

و بعد وفات کے روح و سب سے جماعت نرا و حج کو نفی الہود کہے
 سے جو آپؐ نے وحی کا اظہار کیا مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اتر دیکھ میں حاطہ ہو۔
 و متعلق النساء و متعلق الحج نہ کرنے کا قرآن اس طرح فرماتے ہیں منکنا
 کا ستائے محمد رسول اللہ، نا انھی عنہما و عقب علیہما یعنی دوستی
 و ہذا رسول خدا میں مشروع تھے کہ میں ان دو پر سے منع کرنا ہوں اور الیہ
 کر کے ولے کو سزا و ننگ۔ بیکھو و دستور معوی و تعزیر کبیر جہلوم مشکوٰۃ معصوم
 ان سب کے علاوہ اس مقام میں مخالفت حکم خدا و رسولؐ یہ حضرت عمرؓ کا
 اقرار واد بہت صاف و در صریح اتفاق سے ثابت کر کے و قرآن کا حکم
 اطمینان کر دینا چاہتا ہوں ملاحظہ ہو۔

صحیح حدیثی منہج و میدی جلد اول و ثلث عن بی سب سے تعدیہ جرد
 علت ان التبع قد فعلہ و لکن کو کھن الجوه من ابیہا من قال بصحت

الحکم الاموالین جناب فائزہ رسول خدا
 المیسر کی دیگر ازدواج میں سے ایک بی بی ہیں
 آپ کا ایک لقب میرا بھی ہے اسلامی سلسلہ
 روایت میں آپ کی شخصیت ایک امتیازی پہلو ہے جو
 ہے۔ آپ ہی رسول اللہ کی وہ بی بی ہیں جن کی
 شوخی مزاح کی خاطر حضرات اہلسنت نے
 سخاوت رسول کو نگار خانہ نبوت میں بنادیا
 ان گریہوں کی تعریف میں مصنف "عائشہ صدیقہ"
 اس قدر رغب افسان ہے کہ انکو صحابیہ کے
 درجہ تک پہنچا دیا۔ نہیں نہیں حضرات اہلسنت
 نے ان کی شان بڑھانے کے لئے پیغمبر اسلام
 پر حبشیوں کا نایج دکھانے کا الزام لگایا۔
 یہی ایک راویہ ہے۔ جو رسول خدا کے سوا
 جسامتی کی تردید فرماتی ہیں۔ یہی وہ زوجہ
 ہیں جن کو خدا کی مقدس کتاب نے آیت
 قرآن مجید فقدا ضغمت قلوبکمسا،
 میں مخاطب فرمایا۔ یہی وہ ولیہ عورت ہیں۔
 جو ازدواج رسول میں سے خلاف حکم
 قرآن و قرین فی مینیکم، معرکہ جلال
 اور میدان کائنات میں گامزن ہوئی ہیں یہی
 وہ زوجہ رسول ہیں جن پر رسول خدا کی بیش
 گوئی کے مطابق جواب کے لئے بھیجے گئے
 آپ کی شخصیت ہر لحاظ سے متقاضی تھی کہ
 اس کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی جائے۔ چنانچہ
 مولانا سید اختر حسین صاحب نے محنت و
 کوشاں فرما کر ان کے حالات کو ہم پہنچایا ہے
 کتاب قابلہ دید ہے۔
 قیمت صرف (۱۰)

نماز امامیہ با ترجمہ اصولین وغیرہ اس
 میں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام صاف
 اور سادہ اردو زبان میں درج ہیں۔ اس
 ایڈیشن میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ خطبات
 و عیدین تجبیر و تکفیر۔۔۔ و تظہیر میت
 با ترجمہ وغیرہ ضروری سائیل نہایت شرح
 و بسط کیساتھ لکھے گئے ہیں۔
 لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت (۵)
مناجات۔ از تصنیف مولوی سید
 زین العابدین صاحب مرحوم بخاری کی متعلق
 مناجات جس کا ہر شیعہ کے پاس ہونا ضروری
 ہے۔ قیمت (۲)
زاوالعقبے اردو ترجمہ مودت القربے
 حضرت سید محمدانی جو محقق ترین علماء
 اہل سنت ہونے کے علاوہ صوفیانہ کرام میں
 قطب الاقطاب کا درجہ رکھنے والے بزرگ ہیں
 اور جن کی بے بہا تصنیف و تالیف میں سب
 سے زیادہ مشہور کتاب مودۃ القربے آسمان
 نہرت کی آفتاب مانی جا چکی ہے۔ چونکہ یہ
 کتاب عربی ہونے کی وجہ سے اردو دنیا کے
 شائقینوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی
 تھی۔ اس لئے زاوالعقبے اس کا اردو ترجمہ
 اصل ممتاز مودۃ القربے کے بار دوم مولف مدظلہ
 کی سونمیری برکاتی روشنی ڈالکر تیار کیا ہے۔ قیمت
 پاکر اہل مودت آل رسالت کے دلوں کا سرور
 اور آنکھوں کا نور ہو رہا ہے قیمت صرف (۱۲)
ارسال الیدین۔ یعنی نمازیں ہاتھ کوٹے
 اور ہاتھ دھنے کا مکمل اور مدلل فیصلہ قیمت (۸)

میں سے جو کچھ لکھا ہے وہ سب سچا ہے۔